طویل العمر لوگ

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمہ

باہتمام: الحاج محمد احمد قادری اویسی کراچی

ناشر

ادارہ تالیفات اویسیہ

0321-6820890
0300-6830592

مکتبہ المدینہ سیرانی روڈ نزد سیرانی مسجد بہاولپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

امابعد! دورانِ مطالعہ کتب اسلامیہ میں طویل عمر لوگوں (انسانوں کے علاوہ حیوانات، احجار، اشجار) کے بے شمار اسماء سامنے آئے چونکہ یہ بھی قدرت یزدی کا ایک اعلیٰ اعجوبہ ہے طویل العمر از آدم تا ایندم کا شمار سے باہر ہے۔ ان کی تفصیل لکھی جانے پر محسوس ہوا کہ یہاں دفاتر ضخیمہ چاہئیں اس میں علمی، عملی فائدہ بھی نہیں اس لئے بالاستیعاب طویل العمر لوگوں کے تفصیلی حالات کے بجائے چند نمونے کہیں بالتفصیل اور کہیں بالاجمال کہیں صرف اسماء پر اکتفاء کروں گا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ ناظرین کی معلومات کے علاوہ قدرت ایزدی کے عقیدہ کیلئے فائدہ مند ہوگا اِن شاءَ اللہ۔ اس کریم بے نیاز کے خزانہ رحمت ناظرین کو بھی دارین کا معتدبہ حاصل ہوگا۔ کیونکہ ربّ کریم کا وعدہ کریم ہے:

ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور (اُویس نگر) پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

ازالۂ وہم.....لوگ تعجب کرتے ہیں کہ اتنی عمر ہونا کیسے ممکن ہے حالانکہ تعجب کی کوئی بات نہیں اکثر جوگیوں کے قصے سنے گئے ہیں کہ صدہا سال کی عمر پائی اور بعض اب تک زندہ ہیں اس کے علاوہ اگر صفحاتِ تاریخ پر گہری نظر ڈالی جائے تو علاوہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے ایسے عمر رسیدہ لوگ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت میں ملیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد اکثر اعمار امتي بين ستين وسبعين میری اُمت کی عمر ساٹھ ستر کے درمیان تک ہے اور بس' سے اکثریت کا پتا چلتا ہے نہ نفی کلیت کا' باقی حضرات صحابہ واولیاء اللہ وصلحا وغیرہ میں ایسے لوگ بہت ہیں جن کی عمریں زیادہ ہوئیں۔ جن کی تفصیل کیلئے یہ تصنیف معرض وجود میں آئی۔ لیکن اس کی اشاعت میرے بس سے باہر تھی ایک صاحب نے فرمایا کہ اس کی اشاعت میرے ذِمہ ہوگئی لیکن فقیر ان سے بدظن تھا اس لئے کہ اس سے قبل انہوں نے فقیر سے تین ضخیم تصنیفیں لکھوا کر چند ماہ اپنے دفتر کی زینت بنا کر واپس بھیج دیں۔ دِل زخمی تو ہونا تھا ہوا بلکہ دل پارہ پارہ ہوجاتا ہے۔ لیکن کسی کو کیا کہہ سکتا ہوں اپنی محنت کا دُکھ دل پر رکھ کر صبر جمیل کا وظیفہ کیا اور یہ مسودہ اس اُمید پر رکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے کوئی اپنا محبوب عطا فرمائے گا کیونکہ وہ کریم خود فرماتا ہے: لا تقنطوا من رحمة الله

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فقیر کی جملہ مساعی قبول فرما کر آخرت کا سرمایہ بنائے۔

آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مقدمہ

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں لوگ طویل العمر اور دراز قد ہوتے تھے یہاں تک کہ عمریں ہزار سال تک تجاوز کر جاتیں اور قد ساٹھ پچاس ذراع ہوتا۔ دو سو سال تک بچہ بالغ ہوتا۔ (روح البیان)

وقت گزرنے پر عمریں گھٹتی گئیں اور قد بھی یہاں تک کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اکثر اعمار امتی بین ستین وسبعین میری اُمت کی عمر ساٹھ ستر کے درمیان تک ہے اور بس' بعض کی اس سے بڑھ جائے تو ایسے لوگ قلیل ہوتے ہیں۔ 'والقلیل کالمعدوم' فقیر اس تصنیف میں دورِ سابق و لاحق کے لوگوں کی عمریں لکھے گا اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت میں صرف وہ لوگ لکھوں گا جن کی عمر ایک صد (۱۰۰) سے متجاوز ہوگی وہ بھی صرف چند نمونے۔ اس لئے وہ حضرات فقیر کو معاف رکھیں جو بہت سے طویل عمر بزرگوں کی اس تصنیف میں نہ دیکھ کر مطعون بلکہ سرزنش پر اُتر آئیں جیسے بعض جلد باز علماء وعوام کی عادت ہے۔

آغاز بیان

چونکہ نسل آدم کا پھیلاؤ سیّدنا آدم علیہ السلام سے ہوا۔ اسی لئے سلسلہ موضوع سیّدنا آدم علیہ السلام سے شروع کیا جاتا ہے۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے ہاں شیث پیدا ہوا تو آپ کی عمر مبارک ایک سو تیس سال تھی۔ اس کے بعد آپ آٹھ سو ستر سال زندہ رہے اور آپ کے ہاں بچے اور بچیاں پیدا ہوئیں۔ انوش سے قینان پیدا ہوا۔ اس وقت انوش کی عمر ستر سال تھی اور اس کے بعد وہ آٹھ سو پندرہ سال کی ہوئی تو اسکے ہاں بچے اور بچیاں پیدا ہوئے۔ جب قینان کی عمر ستر سال کی ہوئی تو اس کے ہاں بچے اور بچیاں پیدا ہوئیں۔ جب مہلا ییل کی عمر پینسٹھ سال ہوئی تو اس کے ہاں 'یرد' پیدا ہوا اور اس کے بعد وہ آٹھ سو سال زندہ رہا اور اس کے ہاں بچے اور بچیاں پیدا ہوئیں اور جب یرد ایک سو باسٹھ سال کا ہوا تو اس سے خنوع پیدا ہوا اور اس کے بعد آٹھ سو سال زندہ رہا اور اس سے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ جب خنوع کی عمر پچھتّر سال ہوئی تو اس سے متوشلخ' اس کی عمر ایک سو سینتیس سال ہوئی تو اس سے لامک پیدا ہوا اور اس کے بعد وہ سات سو بیاسی سال زندہ رہا اور اس سے بچے اور بچیاں پیدا ہوئیں۔ پس جب لامک کی عمر ایک سو بیاسی سال ہوئی تو اس سے حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے اور اس کے بعد وہ پانچ سو پچانوے سال زندہ رہا اور اس سے بچے بچیاں پیدا ہوئیں اور جب حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مبارک پانچ سو سال تھی تو ان سے بچے پیدا ہوئے۔ ان کے نام سام، حام اور یافث ہیں۔ یہ سارا مضمون موجودہ تورات میں صراحتاً مذکور ہے۔ کیا یہ وہی تاریخیں ہیں جو آسمان سے نازل ہوئی تھیں اور آج بھی محفوظ چلی آتی ہیں یا ان میں کچھ کمی بیشی ہوگئی ہے؟ (نہایہ وابن کثیر)

فائدہ..... موجودہ تورات کی تاریخ کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی نو پشتوں کو دیکھا ہے کیونکہ بائبل کی رُو سے آپ علیہ السلام کی کل عمر ۹۳۰ سال بنتی ہے۔ گویا کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کے والد پیدا ہوئے تو حضرت آدم علیہ السلام زندہ تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے والد کی عمر جب گیارہ سال تھی تو آپ فوت ہوئے۔ اس سے عجیب تر اور لمبی عمر آپ کی پشت میں ایک شخص مہلا ئیل کی بنتی ہے جو آپ کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کے پر پوتے تھے۔ ہبوط ارضی کے سن ۸۲۹ میں ان کی وفات ہوئی تو اس اعتبار سے وہ اپنی تقریباً بیس پشتوں تک زندہ رہتا ہے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات سن ہبوط کے ۲۵۸۰ سال کو ہے تو گویا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبل تمام نبیوں کا زمانہ پایا ہے اگر اس کا سن پیدائش ۳۲۰ تسلیم کیا جائے تو اس کی عمر ۸۰۵۰ سال بنتی ہے عمروں میں اس قدر تفاوت حیران کن ہے اور کوئی شخص بھی ان تاریخوں کو صحیح تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اس لئے خود اہل کتاب کے جید اور متعصب علماء نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے یہ تاریخیں تخمینی ہیں یقینی نہیں ہیں۔ یہ بات بہت زیادہ غور وفکر کی محتاج ہے۔

علماء کرام نے اہل کتاب پر اس ضمن میں خوب تنقید کی ہے اور شواہد سے ثابت کیا ہے کہ ان کتابوں میں بہت زیادہ تحریف ہو چکی ہے اور حاشیہ اور تفسیر کے الفاظ متن میں اس قدر غلط ملط ہیں کہ اب سنجیدہ کوشش سے بھی متن کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اس ضمن میں اِن شاءَ اللہ کسی مناسب موقع پر گفتگو کی کوشش کروں گا۔

امام ابوجعفر بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں بعض لوگوں سے یہ بات نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیس بیٹے ہوئے جو تمام کے تمام حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے ہوئے اور تمام جڑواں تھے (آپ نے صرف ایک ہی شادی کی کیونکہ اولاد سے شادی شروع سے حرام رہی) ابن اسحاق نے بھی یہی تعداد بیان کی ہے اور انہوں نے ان لوگوں کے نام بھی لکھے ہیں۔ واللہ اعلم

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آپکے ایک سو بیس بطنوں سے دو سو چالیس جڑواں بچے پیدا ہوئے۔ ہر بطن میں ایک بچہ تھا اور ایک بچی۔ پہلے بطن سے قابیل اور اس کی بہن قلیما پیدا ہوئے اور آخری بطن سے عبدالمغیث اور اس کی بہن ام المغیث پیدا ہوئے۔ اس کے بعد تمام انسان پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

فاصلے

☆ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کے درمیان تقریباً اٹھارہ سو سال کا فاصلہ ہے۔

☆ حضرت ابراہیم کا زمانہ حضرت عیسیٰ سے دو ہزار تین سو سال پہلے ہے۔

☆ حضرت سیدنا نوح اور حضرت عیسیٰ کے درمیان چار ہزار ایک سو سال کا فاصلہ ہے۔

☆ حضرت زکریا کا زمانہ حضرت یعقوب کے زمانہ سے دو ہزار سال بعد میں ہے۔

☆ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے درمیان ایک ہزار نو سو سال کا فاصلہ ہے۔

☆ حضرت یعقوب اور حضرت داؤد کے درمیان تقریباً بارہ سو سال کا فاصلہ ہے۔

☆ حضرت ہارون اور حضرت الیاس کے درمیان تقریباً چھ سو سال کا فاصلہ ہے۔

☆ حضرت عیسیٰ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان تقریباً پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔

(علیٰ نبینا و علیھم السلام)

مزید تفصیل کتب تاریخ میں ہے۔

انبیاء عظام علیٰ نبینا و علیھم السلام

بعض انبیاء کرام علیہم السلام کی ظاہری زندگی کی عمریں طویل ہوئی ہیں:۔

☆ حضرت نوح کی عمر شریف ساڑے نو سو سال ہوئی ہے۔

☆ حضرت ابراہیم کی عمر شریف ایک سو پچھتر سال ہوئی ہے۔

☆ حضرت اسحاق کی عمر شریف ایک سو اسّی سال ہوئی ہے۔

☆ حضرت یعقوب کی عمر شریف ایک سو سینتالیس سال ہوئی ہے۔

☆ حضرت یوسف کی عمر شریف ایک سو بیس سال ہوئی ہے۔

☆ حضرت موسیٰ کی عمر شریف بھی ایک سو بیس سال ہے۔

(علیٰ نبینا و علیھم السلام)

نوٹ...... تمام انبیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام کی عمریں لکھی جائیں تو کتاب ضخیم ہو گی اسی لئے چند اسماء گرامی عرض کئے گئے ہیں اور ان کے حالات بھی بہت بڑی ضخامت چاہتے ہیں فقیر بطور نمونہ صرف دو پیغمبروں کے وصال کا عرض کرتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا وصال

جب آپکے وصال کا وقت قریب آیا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ ابھی میری عمر چالیس سال رہتی ہے عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ وہ تو آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو دے دی تھی۔ آدم علیہ السلام نے انکار کردیا۔ ملخصا
(مشکوٰۃ باب ایمان بالقدر)

﴿ فائدے ﴾

☆ انبیاء علیہم السلام کو اپنی موت کا علم ہوتا ہے۔

☆ انبیاء علیہم السلام کی موت اختیاری ہوتی ہے۔

☆ لمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو چالیس سال بھی عطا کردیئے اور وہ جو انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کیئے وہ بھی ان سے واپس نہیں کیئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصال

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے زمانہ میں موت کا فرشتہ لوگوں کے سامنے کھلم کھلا آتا جب فرشتہ اجل موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے مُکا مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ وہ بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے آنکھ پھوڑ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھو۔ ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے ہر ایک بال کے بدلے ایک سال عمر عطا ہوگی۔ فرشتہ پھر حاضر ہوا آپ نے پوچھا پھر کیا ہوگا فرشتہ نے عرض کی کہ بالآخر موت آئے گی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو پھر موت ابھی آجائے۔ فرشتے نے موسیٰ علیہ السلام کو سونگھا اور روح قبض کرلی۔ (بخاری و مشکوٰۃ) اور اللہ نے فرشتے کی آنکھ درست کردی۔

﴿ فائدے ﴾

☆ زمانے کے بدلنے سے احکام بدلتے ہیں۔

☆ انبیاء علیہم السلام کی قوت وطاقت ملائکہ کرام سے ہزار ہا گنا زیادہ ہے۔

☆ انبیاء علیہم السلام کی موت ان کے اختیار میں ہے۔

☆ نور بشر کے لباس میں آتا ہے اور جب وہ بشری لباس میں ہو تو اس پر بشریت کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

☆ ملائکہ کرام کو اختیار ہے وہ جونسی صورت اختیار کرنا چاہیں کرسکتے ہیں۔

مزید تفصیل فقیر کی تصنیف 'شرح الفیض الجاری فی شرح البخاری' میں ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین سو سال عمر ہوئی۔ ڈیڑھ سو سال مسلمان ہونے سے پہلے اور ڈیڑھ سو سال اسلام قبول کرنے کے بعد۔ آپ کا والد شاہِ فارس کے اتالیق تھا جو چاہتا تھا کہ بیٹا بھی یہی عہدہ سنبھالے۔ اس کی سخت نگرانی کرتا کہ کہیں غیر مذہب کے ہتھکنڈے نہ چڑھ جائے۔ چونکہ اس دور کے بادشاہ کا مذہب آتش پرستی تھا۔ آپ کا والد اسی مذہب کا پرستار تھا اسی لئے آپ کو والد نے آتشکدہ کی نگرانی پہ لگایا آپ کو آتش پرستی اچھی نہ لگی والد سے بھاگ کر پادری شام کے پاس عیسائی مذہب پر عبادت کرنے لگے، اُن کے بعد دیگر دوسرے پادریوں کے پاس جاتے رہے آخری پادری جو قریب المرگ تھا تو حضرت سلمان فارسی نے اس کو اپنی پوری سرگذشت سنائی کہ اتنے مراتب طے کرتا ہوا آپ کے پاس پہنچا تھا۔ آپ بھی آخرت کا سفر کرنے کو آمادہ ہیں اس لئے میرا کوئی سامان کرتے جایئے۔ اس نے کہا بیٹا! میں تمہارے لئے کیا سامان کروں! آج دنیا میں کوئی شخص ایسا باقی نہیں ہے جس سے ملنے کو تم کو مشورہ دوں۔ البتہ اب اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے جو ریگستان عرب سے اُٹھ کر دین ابراہیم علیہ السلام کو زندہ کرے گا اور کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کرے گا اس کی علامات یہ ہیں کہ وہ ہدیہ قبول کریگا اور صدقہ اپنے لئے حرام سمجھے گا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ اگر تم اس سے مل سکو تو ضرور ملنا۔

اسقف کی بشارت اور عرب کا سفر...... اس اسقف کے مرنے کے بعد سلمان فارسی عرصہ تک عموریہ میں رہے۔ کچھ دِنوں بعد بنو کلب کے تاجر ادھر سے گزرے۔ سلمان نے ان سے کہا کہ اگر تم مجھ کو عرب پہنچا دو تو میں اپنی گائیں اور بکریاں تمہاری نذر کردوں گا۔ وہ لوگ تیار ہوگئے اور زبانِ حال سے یہ شعر پڑھتے ہوئے ساتھ ہولئے ؎

چلتا ہوں تھوڑی دُور ہر اک راہرو کے ساتھ

پہچانتا نہیں ابھی راہبر کو میں

غلامی...... لیکن ان عربوں نے وادی لقریٰ میں پہنچ کر دھوکا دیا اور اُن کو ایک یہودی کے ہاتھ غلام بنا کر فروخت کر ڈالا مگر یہاں کھجور کے درخت نظر آئے جس سے آس بندھی کہ شاید یہی منزل مقصود ہو جس کا اسقف نے پتا دیا تھا۔ تھوڑے دِن قیام کیا تھا کہ یہ اُمید بھی منقطع ہوگئی۔ آقا کا چچازاد بھائی مدینہ سے ملنے آیا اس نے سلمان کو اس کے ہاتھ بیچ دیا۔

غلامی اور مدینہ کا سفر...... وہ اپنے ساتھ مدینہ لے گیا اور سلمان فارسی غلامی در غلامی سہتے ہوئے مدینہ پہنچے ہاتف ِغیب تشکیل دے رہا تھا کہ یہ غلامی نہیں ہے ۔

اسی سے ہوگی ترے غمکدہ کی آبادی   تری غلامی کے صدقے ہزار آبادی

درحقیقت اس غلامی پر جو کسی کے آستان ناز تک پہنچانے کا ذریعہ بن جائے' ہزاروں آزادیاں قربان ہیں۔ جوں جوں محبوب کی منزل قریب ہوتی جاتی تھی کشش بڑھتی جاتی تھی اور آثار و علامات بتاتے تھے کہ شاید مقصود کی جلوہ گاہ یہی ہے اب ان کو پورا یقین ہوگیا اور دیدار ِجمال کی آرزوئیں یہاں دن کاٹنے لگیں۔

اس وقت آفتاب رسالت مکہ پر ضوفگن ہو چکا تھا لیکن جور و ستم کے بادلوں میں چھپا ہوا تھا۔ سلمان کو آقا کی خدمت سے اتنا وقت نہ ملتا تھا کہ خود اس کا پتا لگاتے۔ آخر انتظار کرتے کرتے وہ یوم مسعود بھی آ گیا کہ مکہ کا آفتاب عالمتاب مدینہ کے افق پر طلوع ہوا۔ حرمان نصیب سلمان کی شب ہجر تمام ہوئی اور صبح اُمید کا اُجالا پھیلا یعنی سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے سلمان کھجور کے درخت پر چڑھے کچھ دُرست کر رہے تھے۔ آقا نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے چچازاد بھائی نے آ کر کہا کہ خدا بنی قیلہ کو غارت کرے۔ سب کے سب قباء میں ایک شخص کے پاس جمع ہیں جو مکہ سے آیا ہے۔ یہ لوگ اس کو نبی سمجھتے ہیں سلمان کے کانوں تک اس خبر کا پہنچنا تھا کہ یارائے ضبط باقی نہ رہا۔ صبر و شکیل کا دامن چھوٹ گیا۔ بدن میں سنسناہٹ پیدا ہوگئی اور قریب تھا کہ کھجور کے درخت پر سے فرش زمین پر آ جائیں۔ اسی مدہوشی میں جلد از جلد درخت سے نیچے اُترے اور بدحواسی میں بے تحاشا پوچھنے لگے تو کیا کہتے ہو! آقا نے اس سوال پر گھونسہ مار کر ڈانٹا کہ تمہیں اس سے کیا غرض! تم اپنا کام کرو۔ اس وقت سلمان خاموش ہوگئے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام...... لیکن اب صبر کسے تھا کھانے کی چیزیں پاس تھیں ان کو لیکر دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے سنا ہے کہ آپ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں اور کچھ غریب الدیار و اہل حاجت آپ کیساتھ ہیں۔ میرے پاس یہ چیزیں صدقہ کیلئے رکھی تھیں آپ لوگوں سے زیادہ اس کا کون مستحق ہوسکتا ہے اس کو قبول فرمایئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوسرے لوگوں کو کھانے کا حکم دیا مگر خود نوش نہ فرمایا اس طریقے سے سلمان کو نبوت کی ایک علامت کا مشاہدہ ہوگیا کہ وہ صدقہ نہیں قبول کرتا۔ دوسرے دن پھر ہدیہ لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کل آپ نے صدقہ کی چیزیں نہیں نوش فرمائی تھیں آج یہ ہدیہ قبول فرمایئے۔ آپ نے قبول کیا، خود بھی نوش فرمایا اور دوسروں کو بھی دیا۔ اسی طریقہ سے دوسری نشانی یعنی مہر نبوت کی بھی زیارت کی اور با چشم پرنم آپ کی طرف بوسہ دینے کو جھکے۔ حضرت سلمان اتنے مرحلوں کے بعد دین حق سے ہم آغوش ہوئے اور گوہر مقصود سے دامن بھر کر آقا کے گھر واپس آئے۔

آزادی...... غلامی کی مشغولیت کے باعث فرائض مذہبی ادا نہ کرسکتے تھے جس کی بناء پر غزوہ بدر و اُحد میں شریک نہ ہوسکے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آقا کو معاوضہ دے کر آزادی حاصل کرلو۔ تین کھجور کے درختوں اور چالیس اوقیہ سونے پر معاملہ طے ہوا۔ کسی غزوہ میں مرغی کے انڈے کے برابر سونا مل گیا۔ آپ نے سلمان کو دے دیا۔ یہ وزن میں ٹھیک چالیس اوقیہ تھا۔ اس سے گلوخلاصی حاصل کی اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے لگے۔ یہودی نے یہ شرط بھی لگائی تھی کہ کھجور کے یہ درخت اسی سال پھل دیں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے کھجور کے یہ درخت زمین میں نصب فرمائے اور آپ کے دستِ مبارک کی برکت سے ان درختوں پر اسی سال پھل بھی آگئے اور اسطرح اس کی یہ شرط پوری ہوگئی اب دوسری شرط پوری ہوئی کہ کسی غزوہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرغی کے انڈے کے برابر سونا حاصل ہوا تھا۔ حضور نے وہ سونا سلمان کو دے دیا۔ اس کا وزن چالیس اوقیہ تھا۔ حضرت سلمان فارسی نے ۳۵۰ سال کی عمر میں ۳۶ھ میں وفات پائی اور مدائن میں دفن ہوئے۔

مدائن بغداد شریف سے جانب مشرق تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ کا مزار ہے۔ آپ کا مزار کسی دوسری جگہ پر تھا پانی کی طغیانی سے آپ اور آپ کے رفقاء کو یہاں منتقل کیا گیا۔

فقیر مع رفقاء بارہا اس مزار کی زیارت سے مشرف ہوا ہے الحمدللہ۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا 'سفرنامہ شام و عراق و بغداد و حجاز' پڑھیے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مردوں میں سب سے زیادہ مشہور اور پابندی سے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کرنے والے حضرت انس بن مالک بن نضر انصاری خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کی کنیت ابوحمزہ ہے۔ حمزہ ایک بقلہ دوانہ ہے جس میں تیزی ہوتی ہے فارسی میں اسے تیرہ تیزک کہتے ہیں۔ مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے لا رہے تھے اسی حالت میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کو دیکھا اور انہیں ابوحمزہ کنیت کے ساتھ یاد کیا۔ انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی ہے۔ جس وقت ہجرت کر کے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو ان کی والدہ ان کو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائیں اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا یہ لڑکا انس آپ کی خدمت میں رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دس سال تک خدمت کی اور سفر و حضر میں حاضر رہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے کبھی یہ نہ فرمایا کہ یہ کام کیوں نہ کیا اور فلاں کام کیوں کیا اور ایسا کیوں نہ کیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام غزوات میں حاضر ہوئے اور خلافتِ فاروقی میں ملک بصرہ میں انتقال فرمایا اور بہت سے لوگوں کو فقیہ بنایا۔ بصرے میں انتقال کرنے والے یہ آخری صحابی تھے جن کا ۹۳ ھ یا ۹۱ ہجری یا ۹۹ ھ میں انتقال ہوا اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کیلئے ان کی والدہ کی درخواست پر (جبکہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لائیں) دنیا و آخرت کی بھلائی کی دعا فرمائی۔ ان کی والدہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ انس حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خادم ہے اس کیلئے دعا کیجئے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اللّٰھم أکثر مالہ وولدہ وَدخِلُ الجَنَّةَ

وہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کا اثر کثرتِ مال و اولاد میں تو دیکھ ہی لیا ہے مجھے اُمید ہے کہ تیسری دعا دخولِ جنت کی بھی ضرور پوری ہوگی اور فرمایا کہ میرے مال میں زیادتی اس حد تک ہوئی کہ میرا انگوروں کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا۔ اس کی عمر سو سال سے متجاوز ہوئی۔ ان کے صلب سے ایک سو چھ بچے پیدا ہوئے جن میں ستر لڑکے اور باقی (۳۶) لڑکیاں تھیں اور ان سے دو ہزار دو سو چھیاسی حدیثیں روایت کی گئیں ہیں ان سے کثیر جماعتِ صحابہ نے روایت لی ہے اور پھر ان کے لڑکے پوتے پڑپوتے وغیرہ سے خلق کثیر نے روایت لیں۔ انہوں نے ولید بن عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں وفات پائی اور محمد بن سیرین (تابعی) نے ان کو غسل دیا۔ سیرین ان کے غلاموں میں سے تھے۔ ان کے اردگرد کی ایک سو بیس اولاد جمع ہوئی اور ان کو دفن کردیا اور حجاج کا انتظار نہ کیا۔ کیونکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حجاج کے ساتھ سخت کلامی ہوگئی تھی حجاج ان پر ایذا رسانی کی طاقت نہیں رکھتا تھا اس بناء پر جوان کو صلابت اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں فضیلت حاصل تھی اور اس دعا کا اثر تھا جو انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سیکھی تھی اس دعا کی قوت سے وہ حجاج پر غالب رہتے تھے وہ دعا مشہور ہے اور فارسی رسالوں میں اس کی شرح کی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز سے مشابہ نماز پڑھتا ہو۔

حضرت سیّدنا حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیّدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت خوانی میں وافر حصہ لیا اس طرح آپ کو انعام بھی وافر نصیب ہوا۔

عن عائشه قالت سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم یقول لحسان ان روح القدس لا یزال یویدك مانا فحت عن اللّٰه ورسولهٖ وقالت سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم یقول هجاهم حسان فشفٰی واشتفٰی (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جبرائیل علیہ السلام تمہاری تائید کیا کرتے ہیں جب تم اللہ اور رسول کی طرف سے مقابلہ کرتے ہو اور فرمایا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کی ہجو کی جس سے شفا دی مسلمانوں کو اور خود بھی شفا پائی یعنی سب کی تشفی ہوئی۔

فائدہ...... جبرائیل علیہ السلام کا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدد دینا اسی وجہ سے تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اشعار پسند تھے اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے مسجد شریف میں منبر رکھواتے تا کہ وہ اس پر بیٹھ کر اشعار نعتیہ پڑھیں۔

﴿انعامات﴾

☆ حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سرور ہر دوسرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نعت سننا کوئی معمولی انعام ہے؟ دورِ حاضر میں اس نعت خوان کی حالت دیکھ لیں جس کی نعت خوانی سننے کیلئے ملک کا کوئی سربراہ شامل مجلس ہو۔

☆ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیب نگاں نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تائید کی نوید سنائی یہ کوئی معمولی انعام ہے کہ ملائکہ کا صدر فرشتہ تائید کر رہا ہے۔ آج کل دیکھ لیں جس نعت خواں کی کوئی بڑے عہدے والا مالک تحسین و آفرین سے نواز دے تو وہ نعت خواں خود کو کتنا عزت والا سمجھتا ہے۔

حضوری شاعر کیسے بنے؟...... الاصحابہ فی معرفۃ الصحابہ وغیرہ میں ہے کہ دورِ جاہلیت میں بڑے قادر الکلام مانے جاتے ہیں ایک دفعہ صرف ان کے اشعار کی وجہ سے ان کی قوم کو دوسروں پر جنگ میں فتح نصیب ہوئی۔ جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے انصار کے ساتھ اسلام سے مشرف ہو گئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد شاعری کو ترک کر کے قرآنی علوم حاصل کئے اور پھر معرکہ بدر پر جب مشرکین شعراء نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف اشعار لکھے اور یہ اشعار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچے تو آپ نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر ان کا جواب دینے کا حکم صادر فرمایا۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام اور پیغمبر اسلام کی شان میں اشعار لکھے تو دنیائے اسلام میں زبان زدِ عام ہو گئے اور مشرک شعراء کے قلم ٹوٹ گئے اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک حسان کی زبان سے کلام جبرائیل ادا ہوتا ہے اس کے بعد حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت میں دس سال تک عظیم اسلامی خدمات سرانجام دیں و معرکہ جہاد میں رہے اشعار سے مسلمانوں میں جوش و خروش پیدا کرتے ان کی طرف رواں دواں گامزن رکھا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں بھی حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فریضہ انجام دیتے رہے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد پچاس سال تک زندہ رہے اور اسلام کی خدمات انجام دیتے رہے آپ کے اشعار کا مجموعہ ادباء دیتے صدی ہجری میں محمد بن حبیب بغدادی نے حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار کو باقاعدہ دیوان کی صورت میں ۱۹۱۰ء میں پہلی بار لندن سے شائع کیا اور یہ دیوان اب بھی عام دستیاب ہے۔

کفار کو ہجو کرنے کی عادت تھی تو اُن کے بدلے میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیّدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب فرمایا حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کلام میں مشرکین کے نسب پر اس طرح طعنہ زن ہوتے ہیں کہ وہ سن کر ملیامیٹ ہو جاتے اور وہ جب اپنے اشعار میں کفار کو لڑائی کی دھمکیاں دیتے تو کفار دہشت زدہ ہو جاتے تھے۔

نعت خوانی پر انعام...... یہ کوئی معمولی انعام ہے کہ حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی خدمت (بذریعہ اشعار) کیلئے خود منتخب فرمائیں یہ تو اس غلام سے اندازہ لگائیں کہ جسے بے شمار غلاموں میں آقا اپنی خدمت کیلئے کسی کو چن لیں۔

یاد رہے کہ روح قدس سے حضرت جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں کہ روحانی ہیں وحی لاتے ہیں جس سے قلوب کی حیات ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہنے پر مامور تھے آپ ۳۳ سال کی عمر شریف میں آسمان پر اُٹھا لئے گئے اس وقت تک حضرت جبرئیل علیہ السلام سفر حضر میں کبھی آپ سے جدا نہ ہوئے۔ تائید روح القدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جلیل فضیلت ہے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُمتیوں کو بھی تائید روح القدس میسر ہوئی۔ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے منبر بچھایا جاتا وہ نعت شریف پڑھتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کیلئے فرماتے:

اللھم ایدہ بروح القُدس ‏ اے اللہ! حسان کی روح القدس سے تائید فرما۔

فائدہ...... علامہ عینی شارح بخاری و دیگر محدثین و محققین فقہاء علماء کا اتفاق ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم السلام کی دعائیں رد نہیں ہوتیں مستجاب ہوتی ہیں۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف 'حضور کی مستجاب دعائیں' اس قاعدہ پر سیّدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں یہ دعا بھی مستجاب ہوئی اور حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام اس طرح رہے ہوں گے جیسے ایک نبی مسیح علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے یہ کوئی معمولی عہدہ نہیں۔ آفیسران بالا کو دیکھئے کہ ان کی پہرہ داری چند معمولی سپاہی کرتے ہیں تو عوام حیران ہوتے ہیں کہ کتنا بڑا مرتبہ ہے پھر اس ذات کا کیا کہنا کہ جس کے ہر وقت حامی و ناصر جبرئیل علیہ السلام ہوں۔ (مزید حالت کتب تاریخ صحابہ میں پڑھیں)

نابغة الجعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رُو برو ایک طولانی قصیدہ پڑھا جس کے شعر قریب دو سو کے تھے جب وہ ان شعروں پر پہنچے:

ولا خیر فی حلم اذا لم یکن لم	بواد رتحمی صفوه ان یکدرا
ولا خیر فی علم اذا لم یکن له	حلیم اذا ما اورد الامر اصدرا

یعنی نہیں ہے حلم میں کچھ خیر جب نہ ہو اس کے ساتھ حدّت غضب جو بچائے اس کے صافی کو مکدّر ہونے سے
اور نہیں ہے علم میں کچھ خیر جب علم والا ایسا حلیم نہ ہو کہ کوئی امر پیش آئے تو اپنے کو مہلکوں سے روکے۔

تو حضور علیہ السلام نے سن کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کی مہر کو نہ توڑے یعنی تمہارے دانت نہ گریں اور منہ کی رونق نہ بگڑے۔

انعام...... راوی کہتے ہیں کہ جعدی نے باوجودیکہ سو برس یا دو سو برس سے زیادہ عمر پائی مگر ان کے دانت سب اچھے تھے اور جب کوئی دانت ان کا گرتا تو اس کی جگہ ایک نیا دانت ہو جاتا عمر کی طوالت تو واضح ہے فقیر نے آپ کے حالات مختصراً 'نعت خوانی پر انعام نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' میں لکھے ہیں۔ مزید تاریخ میں پڑھئے۔

بابا رتن ہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خطہ ہند میں چاند دو ٹکڑے دیکھا گیا لیکن اس وقت بھی اس خطہ میں اس معجزہ کی تصدیق اسے نصیب ہوئی جس کا ازل سے ستارہ سفید تھا ان میں ایک بابا رتن بھی تھے۔ مؤرخین نے لکھا ہے بابا رتن بن سا ہوگ ساکن 'تبرندی' جو دہلی کے قریب ایک مقام ہے' پیدا ہوئے۔ آپ پہلے ہندوستانی ہیں جنہوں نے پیغمبر اسلام خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو کر دین اسلام قبول کیا جس کیلئے بعد میں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طول عمر کی دعا کی جو چھ سو بتیس (۶۳۲) سال تک دنیا میں زندہ رہے صاحب قاموس اور دیگر مورخین اسلام نے کتب و تواریخ میں اس کا ذکر کیا ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے جلد اوّل کتاب 'الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ' میں بابا رتن صاحب کے حالات زیادہ تفصیل سے لکھے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابا رتن نے چھ سو بتیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ۶۷۵ھ میں محمود بن بابا رتن نے خود اپنے باپ کے تفصیلی حالات اور ان کا معجزہ 'شق القمر' کا مشاہدہ کرنا' ہندوستان سے بلادِ عرب جانا اور مشرف بہ اسلام ہونا بیان کیا ہے۔ فاضل ادیب صلاح الدین صفوی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے اور علامہ شمس الدین بن عبدالرحمٰن صانع حنفی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قاضی معین سے ۷۳۶ھ میں سنا کہ قاضی نورالدین بیان کرتے ہیں کہ میرے جد بزرگوار حسن بن محمد نے ذکر کیا کہ مجھ کو سترھواں برس تھا جب میں اپنے چچا اور باپ کیساتھ بسلسلۂ تجارت خراسان سے ہندوستان گیا اور ایک مقام پر ٹھہرا جہاں ایک عمارت تھی دفعۃً قافلہ میں شوروغل پیدا ہوا۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عمارت بابا رتن کی ہے وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کے سائے میں بکثرت لوگ آرام پا سکتے تھے جب ہم اس درخت کے نیچے گئے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ اس درخت کے نیچے جمع ہیں ہم بھی اسی غول میں داخل ہوئے ہم کو دیکھ کر لوگوں نے جگہ دی جب ہم درخت کے نیچے بیٹھ گئے ایک بہت بڑی زنبیل درخت کی شاخوں میں لٹکی ہوئی دیکھی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس زنبیل میں بابا رتن ہیں جنہوں نے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کیلئے چھ مرتبہ طول عمر کی دعا کی۔ یہ سن کر ہم نے ان سے کہا کہ زنبیل کو اُتارو تا کہ ہم اس شخص کی زبان سے کچھ حالات سنیں تب ایک مرد بزرگ نے اس زنبیل کو اُتارا۔ زنبیل میں بہت سی روئی بھری ہوئی تھی۔ جب اس زنبیل کا منہ کھولا گیا تو بابا رتن نمودار ہوئے جس طرح مرغ یا طائر کا بچہ روئی کے پھل سے نکلتا ہے پھر اس شخص نے بابا رتن کے چہرہ کو کھولا اور ان کے کان سے اپنا منہ لگا کر کہا جد بزرگوار! یہ لوگ خراسان سے آئے ہیں ان میں سے اکثر شرفاء اور اولادِ پیغمبر ہیں ان کی خواہش ہے کہ آپ ان سے مفصل بیان کریں کہ آپ نے کیونکر رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ سے کیا فرماتا تھا۔ یہ سن کر بابا رتن نے ٹھنڈی سانس بھری اور اس طرح زبان فارسی میں تکلم کیا جیسے شہد کی مکھی بھنبھناتی ہے۔

ابا رتن رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان...... میں اپنے باپ کیساتھ کچھ مال تجارت حجاز لیکر گیا اس وقت میں جوان تھا جب مکہ کے قریب پہنچا بعض پہاڑوں کے دامن میں دیکھا کہ کثرت بارش سے پانی بہہ رہا ہے وہیں ایک صاحبزادے کو دیکھا کہ جن کا چہرہ نہایت غمگین تھا رنگ کسی قدر گندم گوں تھا اور دامن کوہ اونٹوں کو چرا رہا تھا۔ بارش کا پانی جو اُن کے اور ان کے اونٹوں کے درمیان سے زور سے بہہ رہا تھا اس سے صاحبزادہ کو خوف تھا کہ سیلاب سے نکل کر اُونٹوں تک کیسے پہنچوں۔ یہ حال دیکھ کر مجھے معلوم ہوا کہ بغیر اس خیال کے میں ان صاحبزادہ کو جانتا پہچانتا اپنی پیٹھ پر سوار کرکے اور سیلاب کو طے کرکے ان کے اونٹوں تک پہنچا دیا جب میں اونٹوں کے نزدیک پہنچ گیا تو میری طرف بنظر شفقت دیکھا اور تین مرتبہ فرمایا: بارك الله في عمرك ، بارك الله في عمرك ، بارك الله في عمرك ...... میں وہیں ان صاحبزادہ کو چھوڑ کر چلا گیا اور مال تجارت فروخت کرکے اپنے وطن واپس آ گیا۔

ظہور معجزہ شق القمر...... وطن آنے کے بعد اپنے کاروبار میں مگن ہوگیا۔ کچھ زمانہ گزر گیا کہ حجاز کا خیال ہی نہ آیا ایک شب میں اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ چودھویں کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا دفعۃً کیا دیکھتا ہوں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے ایک ٹکڑا مشرق میں غروب ہوگیا اور ایک مغرب میں ایک ساعت تک تیرہ تاریک رہی۔ رات اندھیری معلوم ہوتی تھی وہ ٹکڑا جو مشرق میں غروب ہوا تھا اور وہ ٹکڑا جو مغرب میں غروب ہوا تھا اور مغرب سے نکلا تھا دونوں آسمان پر آکر مل گئے چاند اپنی اصلی حالت میں ماہِ کامل بن گیا۔ میں اس واقعہ سے بڑا حیران تھا اور کوئی سبب اس کا عقل میں نہیں آتا تھا یہاں تک کہ قافلہ ملک عرب سے آیا اس نے بیان کیا کہ مکہ میں ایک شخص ہاشمی نے ظہور کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ میں تمام عالم کے واسطے خدا کی طرف سے پیغمبر مقرر ہوں۔ اہل مکہ نے اس دعویٰ کی تصدیق میں مثال دی دیگر معجزات انبیاء کے معجزہ طلب کیا کہ چاند کو حکم دے کہ آسمان پر دو ٹکڑے ہوجائے ایک مشرق میں غروب ہو دوسرا مغرب میں اور پھر دونوں اپنے اپنے مقام سے آکر آسمان پر ایک ہوجائے جیسا کہ تھا، اس شخص نے بقدرتِ خدا ایسا کر دکھایا۔ جب مجھ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو میں نہایت مشتاقِ زیارت ہوا کہ خود جا کر اس شخص کی زیارت کروں چنانچہ میں نے سفر کا سامان دُرست کیا اور کچھ مال تجارت ہمراہ لے کر روانہ ہوا مکہ میں پہنچ کر اس شخص کا پتا دریافت کیا لوگوں نے مکان اور دولت کدہ کا نشان بتایا اور میں دروازہ پر پہنچا اور اجازت حاصل کر کے داخلِ حضوری ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ شخص وسط خانہ میں بیٹھا ہوا تھا چہرہ نورانی چمک رہا تھا اور ریش مبارک سے نور ساطع ہے۔ پہلے سفر میں مَیں نے جب دیکھا تھا اور اس سفر میں جو مَیں نے دیکھا' مطلق نہیں پہچانا کہ یہ وہی صاحبزادے ہیں جن کو میں نے اُٹھا کر سیلاب سے باہر نکالا تھا۔ جب میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور مجھے پہچان لیا اور فرمایا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ اُدْنُ مِنِّیْ اس وقت ان کے پاس ایک طبق پُر از رطب (کچی کھجوروں کا ٹوکرا) رکھا تھا اور ایک جماعت اصحاب کی گرد بیٹھی ہوئی تھی اور نہایت تعظیم کے ساتھ اُن کا احترام کر رہی تھی۔ یہ دیکھ کر میرے دل پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ میں آگے نہ بڑھ سکا۔ میری یہ حالت دیکھ کر آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے قریب آ۔ پھر انہوں نے فرمایا کھانے میں موافقت کرنا مقتضیات مروت ہے اور باہم نفاق کا پیدا کرنا بے دینی و زندقہ ہے یہ سن کر میں آگے بڑھا اور ان کیساتھ بیٹھ گیا اور رطب کھجور کے کھانے میں شریک ہوا وہ اپنے دستِ مبارک سے رطب اُٹھا اُٹھا کر مجھے عنایت فرماتے تھے علاوہ اس کے جو میں نے اپنے ہاتھ میں چن چن کر کھائے چھ رطب انہوں نے عنایت فرمائے پھر میری طرف دیکھ کر بہ تبسم اشارہ فرمایا کہ تو نے مجھے نہیں پہچانا؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے مطلق یاد نہیں شاید کہ میں نہ ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تو نے اپنی پیٹھ پر سوار کر کے مجھے سیل رواں سے پار نہیں اُتارا تھا اور اُونٹوں کی چراگاہ تک نہیں پہنچایا تھا؟ یہ سن کر میں نے پہچانا اور عرض کی کہ اے جوانِ خوش رُو! بے شک صحیح ہے پھر ارشاد فرمایا داہنا ہاتھ بڑھا، میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا انہوں نے بھی اپنا ہاتھ بڑھایا اور مصافحہ کر کے ارشاد فرمایا: اشہدان لا الٰہ الا اللہ واشہدان محمد رسول اللہ۔ میں نے اس کو ادا کیا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت مسرور ہوئے جب میں رُخصت ہونے لگا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا:

بارک اللّٰہ فی عمرک ' بارک اللّٰہ فی عمرک ' بارک اللّٰہ فی عمرک

میں آپ سے رُخصت ہوا میرا دل بسببِ ملاقات اور بسببِ حصولِ شرفِ اسلام بہت مسرور تھا۔

بابا رتن ہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا ثبوت...... جیسے سیّدنا امام التابعین مقدام العاشقین سہیل یمنی سیّدنا اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق بعض ائمہ نے یہاں تک کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمایا کہ اُویس قرنی نامی کوئی انسان نہیں یہ ایک خیالی وہوائی آدمی ہے اس قول کی امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زبردست تردید کر کے ثابت فرمایا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور برگزیدہ بزرگ یمن میں پیدا ہوئے اور ایک عرصہ دنیا میں رہ کر اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فیضیاب ہوئے۔ فقیر نے اُن کے فیض سے اپنی تصنیف 'ذکرِ اُویس' میں تفصیل و تحقیق لکھ دی ہے۔

نوٹ...... اس سے ان دھوکہ بازوں سے ہوشیار رہیں کہ وہ اپنے نظریہ کی تائید میں کسی امام یا بڑے بزرگ یہاں تک کہ صحابی کا قول پیش کر کے اپنا انجام برباد کرتے ہیں جبکہ وہ قول صحابی کا ہو یا امام وقت یا کامل ولی یا جمہور اور اکثر ائمہ وعلماء کے خلاف ہو تو نا قابل حجت بلکہ اس پر عمل کرنا گناہ۔

﴿ بہر حال حضرت بابا رتن ہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت مسلّم ہے اس کے دلائل ملاحظہ ہوں ﴾

☆ بابا رتن ہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ جو ۶۰۰ میں ظاہر ہوا اور دعویٰ لقائے نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا، نفحات الانس میں مذکور ہے۔

☆ حضرت علامہ مجد الدین شیرازی صاحب قاموس ان کو صحابہ میں شمار کرتے ہیں۔

☆ حضرت سیّد اشرف جہانگیر صنعانی کا اُن سے ملاقات کرنے اور اس پر فخر کرنے اور نسبت اخذ خرقہ کا اُن سے ثابت کرنے کے قصص لطائف اشرفی میں مذکور ہیں۔

☆ ملا عبدالعلی بحرالعلوم فرنگی محلی لکھنوی شرح مسلّم الثبوت میں لکھتے ہیں کہ

ينبغي ان لا يذكر الرتن بالشر لا احتمال الصلحة ذرا عن الوقوع في الكبيرة

مناسب یہ ہے کہ رتن کا ذکر برائی سے نہ کیا جائے بسبب احتمال صحت کے گناہ کبیرہ سے بچنے کے خیال سے۔

پھر لکھتے ہیں کہ

ثم مثل الرتن ما يدعون الاولياء القلندرة البررة الكرام صحبته عبد الله ويلقبونه بعلمبردار وينسبون خرقتهم اليه ويدعون اسنادا متصلا ويحكون حكاية عجيبة ويدعون بقائد قريه من ستمائة فلا مجال لنسبة الكذب اليه فانهم اولياء الله صاحب الكرامات محفوظون عن الله والله اعلم انتهى

پھر مثل رتن کے وہ امر ہے کہ جس کا دعویٰ حضرات اولیاء قلندر یہ کرام کرتے ہیں یعنی صحابیت کا دعویٰ علمبردار کے لقب سے تلقب کرتے ہیں اور اپنا خرقہ اُنکی طرف منسوب کرتے ہیں اور اسناد متصل کا دعویٰ کرتے ہیں اور حکایات وہ عجیبہ بیان کرتے ہیں اور چھ سوسال ان کی زندگی کا دعویٰ کرتے ہیں ان امور کو غلط خیال کرنے کی مجال نہیں ہے کیونکہ اولیاء اللہ صاحب کرامات ہیں منجانب اللہ محفوظ ہیں۔

پس آپ کی حیات و درازی عمر میں کوئی شیعہ قائل بوجود مہدی و سنی قائل بحیات انبیاء انکار نہ کریگا آپ کی عمر شریف نیز اس مسئلہ خاص کے مفصل تحقیق کتاب 'مستطاب روض الازہر فی مآثر القلندر' مصنفہ حضرت مقتدائے جہاں مولانا شاہ تقی علی قلندر میں مذکور ہے۔

حضرت شیخ عبدالعزیز مکی قلندر نے تمام عمر سیر و سیاحت و ریاضت شاقہ میں بسر فرمائی چالیس سال سیر و سفر کرتے اور پھر اتنی ہی مدت سرداب میں مراقب رہتے تھے آخری مراقبہ میں سرداب سے باہر تشریف نہیں لائے۔

آپ کا حال حضرات اصحابِ کہف کی طرح ہے جو تین سو نو سال کے بعد ملک صالح کے عہد میں بیدار ہوئے اور پھر رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد کرامت مہد میں اور اب حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمان برکت نشان میں ظاہر ہو کر اُن سے یہ سلسلہ اس طرح ہے کہ جناب مولوی شاہ عبدالرزاق فرنگی محلی نے مصافحہ کیا اپنے والد مولوی عبدالواحد سے اور انہوں نے مصافحہ کیا اور اپنے دادا بحر العلوم ملا عبدالعلی محمد سے اور انہوں نے مصافحہ کیا مولوی امین الدین سید نپوری سے اور انہوں نے مصافحہ کیا حاجی صفت اللہ خیر آبادی سے اور انہوں نے مصافحہ کیا حضرت شیخ عبداللہ جنی سے اور انہوں نے مصافحہ کیا حضرت شیخ عبدالعزیز علمبردار قلندر سے اور انہوں نے مصافحہ کیا حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ شیخ محمد یحیٰی الہ آبادی لکھتے ہیں کہ مصافحہ معمری مشائخ میں مشہور ہے حضرات القدس سے منقول ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی نقشبندی قدس سرہٗ نے مصافحہ کیا حاجی عبدالرحمٰن بدخشی کابلی مشہور بحاجی رمزی سے اور انہوں نے حافظ سلطان سے اور انہوں نے شیخ محمود سے اور انہوں نے شیخ سعید معمر حبشی سے اور انہوں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور اپنی اجازات کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ اجازت ہشتم حضرت شیخ بہاؤ الدین جونپوری کو حضرت سیّد حاضر الدین بن سیّد تقی الدین سے ان کو سیّد صفی الدین سے ان کو شیخ زین الدین خوافی سے ان کو شیخ شہاب الدین احمد فرایونی سے ان کو شیخ ابو العباس اکثم سے ان کو شیخ معمر سے ان کو جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ شیخ معمر وہ عرب نژاد شخص تھے جنہوں نے حدود ۶۰۰ھ یا اسکے بعد میں ظاہر ہو کر یہ دعویٰ کیا کہ وہ صحابی ہیں اور انہوں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو یہ دعا دی تھی کہ یا معمر عمرك الله (اے معمر! تجھے اللہ دراز عمر کرے) جس کی برکت سے وہ حدود سنہ سات سو ہجری تک بیعت فرمائینگے لہٰذا جس طرح اصحابِ کہف زندہ ہیں اور اُن کا شمار مُردوں میں نہیں اسی طرح آپکا شمار بھی مُردوں میں نہیں ہوسکتا اور اس قول کی تائید اس قصہ سے بھی ہوتی ہے جب حضرت رئیس العارفین شاہ فتح قلندر نے حضرت سید العرفاء شاہ مجد الدین قلندر قدس سرہٗ سے بعد تکمیل کے اجازت و خلافت پائی تو حضرت سید العرفاء نے امتحاناً اُن سے پوچھا کہ کیا تم کو اتنی قدرت ہوگئی ہے کہ حضرت شیخ عبدالعزیز مکی کو بیدار کرسکوگے؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ صرف ان کے بیدار کرنے کو فرماتے ہیں اگر حکم ہو تو میں لاہر پور سے جونپور تک تمام مُردوں کو زندہ کر کے یہاں سے وہاں تک حشر برپا کردوں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ بس رہنے دو میں نے تو امتحاناً پوچھا تھا آپ سے جو سلسلہ شائع ہوا' اس کی دو قسمیں ہیں: ایک قلندریہ مکیہ کہ آپ نے بلاواسطہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استفادہ کیا۔ دوسرا قلندریہ علویہ جو بواسطہ جناب امیر علی کرم اللہ وجہہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

آپ سرحلقہ سلسلہ مداریہ بھی ہیں یہ سلسلہ آپ تک اس طرح سے پہنچتا ہے کہ حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار کو اجازت حضرت طیفور شامی سے تھی اور اُن کو حضرت امین الدین شامی سے اور اُن کو آپ سے یعنی حضرت شیخ عبدالعزیز مکی قلندر سے اور آپ کو حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اُن کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ سلسلہ مداریہ کی کئی قسمیں ہیں: مداریہ طیفوریہ۔ جعفریہ۔ مداریہ بصریہ۔ مداریہ صدیقیہ۔ مداریہ اُویسیہ۔ مداریہ مہدویہ۔

تفصیل ان سب کی فصول مسعودیہ میں ربط المشائخ سے منقول ہے۔ علاوہ اس کے آپ سے سلسلہ مصافحہ بھی جاری ہوا اور اب تک ہی خاندان فرنگی محل لکھنو (انڈیا) میں زندہ ہے اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود سنی ہے کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ شَمَّ الْوَرْدَ لَمْ يُصَلِّ عَلَى فَقَدْ جَفَانِي (شرح سفر السعادت)

جس نے گلاب سونگھا اور مجھ پر دُرود نہ پڑھا اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔

آپ کے مریدین وخلفاء کی تعداد کا پتا کسی ملفوظ سے نہیں ملتا، بجز اِن تین حضرات کے ایک حضرت میراں منیر ساکن کوندہ جن کے خلیفہ مولانا فخر الدین قلندر ہوئے۔ دوسرے حضرت سیّد محمود بر مکی گجراتی۔ تیسرے سیّد الجند وبین حضرت سید خضر رومی قلندر جن سے ہندوستان میں یہ سلسلہ شائع ہوا۔ پہلے دو خلفاء کے حالات بھی کسی کتاب میں نہیں دیکھے گئے۔

ایک شبہ کا ازالہ...... ہمارے دور میں جہالت زور پکڑتی جارہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس معجزہ (علم غیب) کی تصدیق میں استحکام ہورہا ہے فرمایا کہ جہالت کی کثرت اور علم کی قلت ہوگی یعنی قربِ قیامت میں اسکی تصدیق اہل فہم کو نصیب ہے کہ جہلاء کی کثرت ہے بلکہ خود کو علماء کہلوانے والے عام جاہلوں سے دو قدم آگے ہیں جو مسائل وعقائد صدیوں سے متفق علیہ چلے آرہے ہیں ان کا انکار یا تاویل بیکار بیان کردیتے ہیں ان کی جہالت کا ایک نمونہ یہ ہے کہتے ہیں کہ سلسلے صرف چار ہیں اور بس اور سلسلہ اُویسیہ کچھ نہیں۔ فقیر اُویسی غفرلہ نے ایسے علماء نما جہال کے ردّ میں دو رسالے لکھے ہیں:

(۱) سلسلہ اُویسیہ کی تحقیق (۲) سلسلہ اُویسیہ مستقل سلسلہ ہے۔

نوٹ...... بعض بد مذاہب حدیثِ گلاب کو موضوع (من گھڑت) کہتے ہیں یہ اُن کی جہالت اور نبوت سے بغض وعداوت کی علامت ہے حالانکہ اس حدیث کی سند متعدد ہیں۔ فقیر نے امام سیوطی علیہ الرحمۃ کے فیض سے اپنی تصنیف 'خوشبوئے رسول' میں چند سندات درج کی ہیں۔

﴿ فوائد ﴾

☆ عرب اور ہند کے تعلقات حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس سے پہلے ہیں اور حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور اور دعوائے نبوت کے بعد مزید اضافہ ہوا۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بچپن مبارک میں وادی سے نہ گزر سکنا کمزوری کی وجہ سے نہ تھا بلکہ بچوں کو تعلیم دینا مدِ نظر تھا کہ ایسے خطرناک اُمور میں جلد بازی اچھی نہیں اس میں ہلاکت جان کا خطرہ ہے یہ اس لئے کہ اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ آپ بچپن سے بلکہ عالم بالا سے ہی نبی با اختیار اور علم کے شہسوار تھے۔ تحقیق فقیر کی تصنیف 'اوّل الخلق' میں پڑھئے۔

☆ معجزہ شق القمر حق ہے اس کا منکر گمراہ اور بے دین ہے۔ یہ معجزہ بے شمار کفار کیلئے ایمان کا سبب بنا' منجملہ ان کے ایک یہی حضرت بابا رتن ہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔

☆ بچہ جوانی بڑھاپے تک بچپن کے دور کے لوگوں کو پہچان لیتا ہے لیکن بچہ جوان ہو جائے تو بوڑھا اسے نہیں پہچان سکتا۔ الا ماشاء اللہ جیسے یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو پہچان لیا لیکن بھائی یوسف علیہ السلام کو نہ پہچان سکے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کچھ اور ہے۔

☆ هل جزاء الاحسان الا الاحسان کی عملی تفسیر حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے کہ بابا رتن ہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروت و احسان کے علاوہ دولتِ اسلام سے نواز کر چھ سو کی عمر عطا فرمائی۔

☆ حضرت بابا رتن ہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار بٹھنڈہ انڈیا (دہلی لائن) میں ہے۔ بہاولنگر سے دہلی کو جانے والی لائن پاکستان کی سرحد سے نکل کر انڈیا میں داخل ہوتی ہے تو بٹھنڈا پہلا جنکشن ہے اسی شہر میں حضرت بابا رتن ہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مشہور زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔

نوٹ...... صحابہ کرام علیہم الرضوان میں چند مشاہیر وغیرہ کے اسماء گرامی عرض کر دیئے ہیں۔ تاریخ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مطالعہ سے بہت سے اور بزرگ مل جائیں گے۔ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صرف اسماء گرامی پر اکتفاء کر کے مضمون کو آگے بڑھاتا ہوں۔

امام عسقلانی 'اصابہ فی تمیز الصحابہ' میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور آپ کے صحابہ کرام میں ایسے ایسے لوگ تھے جن کی عمریں طویل تھیں چنانچہ اِن حضرات کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے:۔

☆ حضرت ربیع ابن ضبع بن وہب بغیض بن مالک بن سعد بن عدی بن فزارۃ الفزاری ان کی عمر تین سو بیس سال کی ہوئی۔ ساٹھ سال اسلام میں رہے اور عبدالملک ابن مروان کے زمانہ تک زندہ رہے ان سے عبدالملک نے پوچھا کہ تمہاری عمر کتنی ہے تو فرمایا کہ میں دو سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر رہا اور ساٹھ سال جاہلیت میں گزرے اور ساٹھ سال زمانہ اسلام میں بحالت اسلام گزرے ہیں۔

☆ حضرت حارثہ بن عبید الکلبی ان کی عمر پانچ سو سال کی ہوئی۔

☆ جیدہ بن معاویہ بن القشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصۃ العامری۔ ہشام کہتے ہیں کہ میرے والد کہتے تھے کہ میں نے خراسان میں جیدہ کو دیکھا تھا یہ بختری حکیم الفقیہ کے دادا ہیں زمانہ جاہلیت میں تھے اُسی زمانہ میں حضرت عبدالمطلب کو دیکھا تھا وفات ان کی ۹۶ھ میں بزمانہ ولید بن عبدالملک ہوئی ابو حاتم بجستانی کہتے ہیں کہ جیدہ ایک ہزار مرد و عورت کے عم تھے اس حساب سے ان کی عمر کا اندازہ کرنا چاہئے کہ حضرت عبدالمطلب کا زمانہ اور ولید بن عبدالملک کا زمانہ کس قدر فاصلہ رکھتا ہے۔

☆ اماناۃ بن قیس بن شیبان بن عاتک بن معاویہ الاکرمین الکندی۔ طبری و شاہین نے ان کو صحابی لکھا ہے ان کی عمر تین سو بیس سال کی ہوئی۔

☆ اما بن ابد حضری کی تین سو سال کی عمر تھی۔ انہوں نے ہاشم بن عبد المناف اور اُمیہ بن عبد الشمس کو دیکھا تھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں زندہ تھے۔

☆ اکثم بن صفی بن رباح بن حارث بن مخاشن بن معاویہ بن شریف بن خراۃ بن رشید بن اندین تمیم الحکیم۔ یہ حنظلہ بن ربیع بن صفی صحابی کے چچا تھے ابو حاتم کہتے ہیں کہ ان کی عمر تین سو سال کی ہوئی اور ان کے والد صفی کی عمر دو سو ستر سال کی ہوئی اور ان حضرات کے علاوہ اور بھی اکثر صحابہ مثل دحیہ کلبی و حضرت سلمان فارسی و حضرت صفوان ابن قصی وغیرہم کی عمریں دراز ہوئیں۔

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی الاصابہ میں حضرت سلمان فارسی کے حال میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا جامع الاصول میں ہے کہ ان کی عمر اہل علم کے نزدیک ساڑھے تین سو سال کی ہوئی اور حضرت صفوان بن قصی برادر عبد مناف کے بابت حضرت سید محمد بن جعفر مکی خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی اپنی کتاب بحر المعانی میں لکھتے ہیں کہ میں جس وقت ان کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں اُس وقت اُن کی عمر نو سو سال کی تھی اور یہ لوگوں کی نظروں سے غائب مکہ معظمہ کے پہاڑوں میں سکونت رکھتے تھے۔ ان کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درازی عمر کی دعا دی تھی۔ (انتہی)

حضرت شیخ محمد طاہر پٹنی 'مجمع البحار' میں لکھتے ہیں کہ

قس بضم قاف یذکر حدیثه کثیرا وهو ممن آمن به صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قبل البعثة وبشربه وکان من حکماء العرب وفصحائهم قیل انه عمر سبعمائة سنة وکان یلبس المسوح

قیس بضم قاف ذکر کیے جاتے ہیں حدیث ان کی بہت اور وہ ان لوگوں سے ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے قبل بعثت آپ کی بشارت دی اور وہ حکماء وفصحاء عرب سے تھے کہتے ہیں کہ ان کی عمر سات سو سال ہوئی اور وہ چوف پوش تھے۔

عمر بن مسیح ایک سو پچاس سال کی عمر ہوئی۔ لبید ابن ربیعہ ایک سو ستاون سال زندہ رہے۔ حضرت ابو عبد الرحمٰن نسائی نے بھی ایک سو ستاون سال کی عمر پائی۔ مستوغر بن ربعیہ تین سو تیس سال زندہ رہا۔ دینوری نے اپنی مجالت میں لکھا ہے کہ عبید بن شربۃ الجرہمی تین سو سال زندہ رہا۔ ابن ظفر کی کتاب النصائح میں ہے کہ عبد المسیح بن قیس الغسانی کی عمر تین سو سال سے زیادہ تھی۔

مزید مطالعہ کتب تاریخ صحابہ وغیرہم سے بہت کچھ مل جائے گا۔ (ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ)

آپ اولاد حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام سے ہیں اور حور ابتین حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اُن کے بعد اور بھی بہت سے انبیاء علیہم السلام کی خدمت بابرکت میں حاضر رہے۔ قبل بعثت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ منتظر بعثت تھے جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ مشرف بہ اسلام ہو کر اصحابِ صفہ میں داخل ہوئے۔ رسالہ غوثیہ میں ہے کہ

طریقه مشائخ ما باصحاب صفه فی ماند که اسرار از حضرت بابرکت پیغمبر علیه الصلوٰة والسلام بالمشافه گرفته اند و ایشان از خواص اولیائے خدا اند و مخدعیان قومی از اولیاء الله اندو مخدع اسم ظرف است بمعنے مکانے پوشیده و در اصطلاح نهانخانه اسرار را گونید یعنی این گروه از نسبت قرب و وصول به نهانخانه رسیده اند که آنجا کسی را دستی نه و بران بساط دیگر براگذرنه ع انا الحسنی والمخدع مقامی ☆ قول حضرت سید عبد القادر مشعر بران است انتهیٰ صفه بضم صاد و تشدید فا۔

یہ عبارت ترجمہ ہے رسالہ غوثیہ کی عبارت کا کیونکہ وہ اصل رسالہ عربی میں ہے۔ ایک سائبان تھا پایان مسجد نبوی جس میں وہ فقراء و مساکین صحابہ جو مفلس و بے خانماں ہوتے تھے ہمیشہ وہیں رہتے تھے اس لئے اُن کو اصحابِ صفہ کہتے تھے اور یہ لوگ بسبب اختیار تزوج یا موت یا مسافرت کبھی کم ہو جاتے تھے کبھی زائد۔ حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ان کی تعداد سو (۱۰۰) سے زائد لکھی ہے اور قاضی ناصر الدین بیضاوی لکھتے ہیں کہ اصحاب الصفة كانوا نحوا من اربعمائة من الفقراء المهاجرين يسكنون صفة المسجد يستغرقون اوقاتهم بالتعلم والعبادة فكانوا يخرجون فی كل سرية بعثها رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم اور اتنی ہی تعداد جواہر التفسیر میں بھی مذکور ہے فضائل اصحابِ صفہ کتب سیر و احادیث وغیرہ میں بہت ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ...... آپ کا نام اسماء الرجال میں نہ ہونا آپ کی صحابیت کے منافی نہیں ہے اکثر صحابہ ایسے ہیں جن کا ذکر اسماء الرجال میں نہیں اس میں بیشتر انہیں کا ذکر ہے جو رواۃ احادیث تھے۔

تعلیم و تلقین......اوّلاً آپ نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پائی اور پھر حضرت شہنشاہِ ولایت جناب امیر کرم اللہ وجہہ سے ایک بار آپ علمبردار ہو کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی غزوہ میں گئے راستہ میں ایسا سکر واستغراق طاری ہوا کہ وہیں آپ کو اس حالت میں تیس برس گزر گئے جب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مع لشکر حرب میں یا صفین کیلئے ادھر سے گزرے اور لشکر کے شور و غل کی آواز آپ کے کان میں پہنچی تو آپ ہوشیار ہو کر حاضر خدمت ہوئے لوگوں نے آپکی نسبت اُن سے دریافت کیا اُنہوں نے فرمایا کہ یہ شیخ عبدالعزیز مکی علمبردار صحابیٔ رسول اللہ ہیں جو ایک مدت کے بعد اب ہوش میں آئے ہیں آپ نے اُن سے عرض کیا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں فرمایا ہے کہ انا مدینة العلم وعلی بابھا میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی لہٰذا اب آپ کے دستِ مبارک پر بھی بیعت چاہتا ہوں یہ فرما کر بیعت کی اور شریک جنگ ہوئے۔ مراد المریدین میں ہے کہ بعض رسائل میں مرقوم ہے کہ تعلیم و تربیت آپ نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پائی اور بعد آپ کے چاروں خلفائے راشدین سے یکے بعد دیگرے بیعت کی خلیفہ چہارم سے بیعت کے بعد آپ گوشہ نشین ہو گئے مگر اور کتابوں سے نیز حضرت شاہ عبدالرحمٰن قلندر ثانی لاہر پوری کی تحقیقات سے آپ کی بیعت بجز حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور کسی خلیفہ سے ثابت نہیں ہوتی۔ اسی طرف مولانا عبدالقادر باسطی نے اپنے رسالہ منظومہ 'ربط المشائخ' میں اس طرح اشارہ کیا ہے۔

خواجہ عبد العزیز عبد اللہ	آن علمدار مصطفیٰ رسپاہ
با نبی بود در سفر بوفاق	اور مکافی گرفتش استغراق
تاز ما نیکہ حیدر صفدر	سوئے صفین اند بالشکر
شغب لشکر ش بگوش رسید	با فاقت در آمد وبد دید
گفت کو مصطفیٰ ﷺ و لشکر او	من فدائے غلام و چاکر او
قوم گفتند رفت از دنیا	عز پس اوسہ مرد از خلفا
این وصی ویست وشیر خدا	علی المرتضیٰ امیر ھدے
تا بدولت بدا بخناب رسید	بیعتش کرود خدمتش بگزید
ھر کہ فمید سر مرتضوی	خواند مارا قلندر علوی

مگر بعد از وفات خلفائے ثلاثہ اُن کی روحانیت اقدس سے فیض یاب اور مجاز ہونا ممکن ہے آپ پر حالت سکر و جذب ایسی طاری رہتی تھی کہ ایک ایک حالت پر آپ کو تیس تیس چالیس چالیس سال گزر جاتے تھے اور پھر اس حالت سے افاقہ بھی ہو جاتا تھا۔

فصل مسعودیہ میں ہے کہ شیخ المشائخ حضرت شاہ عبدالعزیز ایک سفر میں اپنی جماعت کے ساتھ جارہے تھے ایک جگہ پہنچ کر فرمایا کہ ما حسن هذا المكان (کیا اچھی جگہ ہے) اور وضو کر کے تحیۃ الوضوء کی دو رکعتوں کی نیت کی اور مستغرق ہو گئے پہلی رکعت میں چالیس سال گزر گئے تمام مریدین و رفقاء متفرق ہو گئے چالیس برس کے بعد اتفاقاً ایک مرید کا پھر ادھر سے گزر ہوا اُس نے آپ کے قدموں میں گر کر کہا کہ ايها الشيخ كم تقوم قد مضى اربعون سنة (اے شیخ! کب تک کھڑے رہو گے ہر آئینہ چالیس سال گزر گئے) آپ نے آنکھ کھول کر پوچھا کہ کتنا زمانہ گزرا اُس نے کہا کہ چالیس سال تب وہاں سے روانہ ہوئے اور ممالک کی سیر کرتے پاکپتن شریف تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا کہ میں سرداب میں اُترتا ہوں تم اُسے بند کر دینا۔ چنانچہ وہ بند کر دیا گیا جب آپ کے سرداب سے نکلنے میں چند روز باقی رہے تو حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی وحضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہما اپنے حل شبہات کیلئے جو اُن کو اپنے سلوک میں ہو گئے تھے آپ کے سرداب پر حسب الحکم و بشارت حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ حاضر ہوئے آپ نے سرداب سے نکل کر دونوں کے عقدے حل کئے اور حضرت بابا صاحب کو اُنکی حسب خواہش قبر کی جگہ مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ اب پھر میں سرداب میں اُترتا ہوں اب حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نکلوں گا ہرگز کوئی سرداب نہ کھولے بارہ ذی الحجہ کو آپ روپوش ہوئے چنانچہ اسی تاریخ کو آپ کا عرس شریف ہوتا ہے۔ صاحب 'مرادالمریدین' لکھتے ہیں کہ میں نے زائرین مزار اقدس سے تحقیق کی ہے کہ مزار حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اندرون شہر پاکپتن ہے اور آپ کا سرداب بیرون شہر ہے اور حضرت غوث ملت 'اصول المقصود' میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے بھی وہاں کے ایک باشندہ سے جو مرد صالح و حاجی تھے اور یہاں تکیہ پر آئے تھے یہ سنا ہے۔ کتاب مظہر محبت مؤلفہ شاہ محمد علی خلیفہ حضرت شاہ شکر اللہ قلندر میں ہے کہ شیخ عبدالعزیز مکی صاحب علم مصطفوی تھے۔

وله اربعة قبور وقام من كل قبر بعد اربعين سنة والقبر الرابع فى اجود بن وما قام من هذا القبر وقد اخذ الشيخ فريد الحق والدين تحت قدميه مقام القبر وقد عاش الشيخ عبد العزيز المكي على وجه الارض ستمائة سنة باختياره

اور ان کی چار قبریں ہیں اور ہر قبر سے بعد چالیس سال کے نکلے اور چوتھی قبر جو دہن میں ہے اور اس قبر سے نہ نکلے اور شیخ فریدالدین نے ان کے قدموں کے نیچے جگہ اپنی قبر کی لے لی اور حضرت شیخ عبدالعزیز مکی اپنے اختیار سے سو برس زندہ رہے۔

اوراس کی عبارت رسالہ غوثیہ میں ہے کہ

قال الراوی کان له ای للشیخ عبد العزیز المکی اربعة قبور وفی کل قبر مکث اربعین سنة والناس یحسبونه انه توفی وهم لم یتوف ویخرج من قبره ویدور علیٰ وجه الارض هکذا فعل ثلث مرات وقد یخرج من قبره بعد اربعین سنة والرابع هذا القبر الذی کان عنده قبر شیخ الاسلام زید الدین ومن هذا القبر لم یخرج و مدة عمر الشیخ عبد العزیز یستمائة سنة وهو من اصحاب الرسول کان بیده لواء النبی علیه الصلوٰة والسلام

راوی نے کہا کہ اُن کی یعنی حضرت شیخ عبدالعزیز کی چار قبریں ہیں اور ہر قبر میں چالیس سال رہے اور لوگ سمجھتے تھے کہ انہوں نے وفات پائی حالانکہ وہ وفات نہیں پائے تھے اور قبر سے نکل کر روئے زمین کا دورہ کرتے تھے۔ اسی طرح تین مرتبہ کیا اور ہر قبر سے چالیس سال کے بعد نکلتے تھے اور چوتھی قبر وہ ہے جس کے قریب حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کی قبر ہے اور اس قبر سے پھر نہ نکلے اور مدت عمر ان کی یعنی عبدالعزیز مکی قلندر کی چھ سو برس ہے اور وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اوران کے ہاتھ میں علم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا۔

آپ کا لقب علمبردار اس لئے ہوا کہ چند اسفار میں علم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے پاس رہا۔ رسالہ غوثیہ میں ہے کہ

کان بیده لواء النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اُن کے ہاتھ میں علم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا۔

حضرت سیّد العرفا شاہ مجد الدین قلندر نے حقہ العارفین میں لکھا ہے کہ شیخ عبد العزیز مکی در بعضے اسفار علم رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم برداشته انداز ان مشهور اند بعلمبردار۔

حضرت شاہ عبدالرحمٰن قلندر ثانی لاہر پوری نے اپنی بعض تحریرات میں لکھا ہے کہ جب تک جناب امیر کرم اللہ وجہہ صغیر السن رہے علمبرداری آپ کے سپرد رہی اور وہ علم جو آپ کے پاس تھا اُس کیلئے شیخ وجیہ الدین اشرف اپنی کتاب 'بحر زخار' میں آپ کے حال میں لکھتے ہیں کہ مراد المریدین میں بھی ہے کہ وہ علم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو حضرت عبدالعزیز مکی کے دستِ مبارک میں تھا اُس قصبہ ینگو میں جو جونپور سے چند کوس کے فاصلہ پر شمال میں واقع ہے موجود ہے۔ لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔

عبارت مراد المریدین کے نقل کرنے کے بعد حضرت غوث ملت نے اصول المقصود میں تحریر فرمایا ہے کہ ۱۲۲۵ھ میں جب مَیں حضرت قطب الدین بنیادل قلندر کی زیارت مزار اقدس کیلئے جونپور کی طرف گیا تھا تو راستہ میں ایک جگہ اُترا وہاں ایک معلم سے جو وہاں کے قاضی زادوں میں تھے علم مبارک کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا کہ واقعی قصبہ ینگو (جہاں حضرت شاہ نصیر قلندر خلیفہ حضرت شیخ قطب الدین بنیادل قلندر کا مزار ہی میں وہ علم تھا) اور میں نے بھی اُس کی زیارت کی تھی مگر اب چند سال سے کھو گیا خدا معلوم کون لے گیا چونکہ میں مشتاق زیارت تھا اگر اُس زمانہ میں موجود ہوتا تو جا کر اُس کی زیارت ضرور اپنی آنکھوں سے کرتا پس مجھ کو کوئی شک وشبہ نہیں ہے کیونکہ اپنے حضرات مرشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے من وعن (معنعن) سنا ہے۔

عمر شریف آپ کی ملازمت در اُمت حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چھ سو سال کی شمار کی جاتی ہے۔ علاوہ قبل از اسلام کے آپکی عمر کے بارے میں اختلاف ہے اور اس اختلاف میں دو قول ہیں ایک قول میں ہزار سال اور دوسرے قول میں چھ سو برس مگر مشہور یہی دوسرا قول ہے اور حضرت کلید عرفان شاہ باسط علی قلندر کو بھی کشف سے ایسا ہی معلوم ہوا۔

(فصول مسعودیہ میں یہ بیان حضرت کلیجہ ثان کے کشف وکرامات کے بیان میں لکھا ہے جبکہ انہوں نے حضرت امیر سید خضر رومی قلندر کی تحقیق عمر وسن وفات خود اُنہیں کی روحانیت سے فرمائی تھی اور ان کی روحانیت نے اپنا حال بیان کر کے حضرت شیخ عبدالعزیز مکی کی عمر بیان فرمائی تھی نیز حضرت سید نجم الدین غوث الارض نے اپنے خذینہ کی بھی عمر وغیرہ بیان فرمائی تھی جبکہ آگے چل کر حضرت خضر رومی قلندر رومی علیہ الرحمۃ کے حال سے معلوم ہوگا۔ آپ کے حالات 'کتاب النفحات العنبریہ' میں پڑھئے۔)

سلسلہ قلندریہ کے دیگر طویل العمر حضرات

۱ ...... حضرت سیّد خضر رومی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ڈھائی سو سال کی عمر پائی۔

۲ ...... حضرت سیّد نجم الدین قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دو سو سال۔

۳ ...... حضرت مخدوم قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک سو اُنچاس برس۔

٤ ...... حضرت شاہ عبد السلام قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک سو پندرہ سال۔

۵ ...... شیخ عبد القدوس قلندر جونپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک سو دس سال۔

٦ ...... حضرت قاضی محمد تقی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک سو چار برس۔

۱ ...... حضرت امیر سیّد محمد ماہ قلندر الہ آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک سو پچیس برس۔

نوٹ ...... ممکن ہے کہ اور بزرگ بھی سلسلہ قلندریہ میں ہوں مجھے النفحات العنبریہ میں سے یہی ملے ہیں۔

شیخ ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صوبہ یمن میں کپڑے کی تجارت فرمایا کرتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے بغداد کے قبیلہ کے بڑے شیخ سے ملاقات کی اس وقت ان کی عمر تین سو نوے برس کی تھی اور وہ اپنے زمانہ میں بہت بلند پایہ عالم تسلیم کئے جاتے تھے میری ان سے بات چیت ہوئی اور وہ شیخ ازدی کے نام سے مشہور تھے۔

شیخ ازدی...... میرا خیال ہے کہ آپ حرم مکہ کے رہنے والے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... جی ہاں۔

شیخ ازدی...... میرا خیال ہے کہ آپ قبیلہ بنی تمیم سے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... جی ہاں! میں قبیلہ بنی تمیمی سے ہوں اور میرا نام عبداللہ بن عثمان ہے۔

شیخ ازدی...... بس اب میں نے آپ سے صرف ایک بات پوچھنی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... جی ہاں، خوشی سے، ارشاد فرمایئے۔ کیا ارشاد ہے؟

شیخ ازدی...... آپ اپنے پیٹ سے کپڑا اُٹھائیں، میں کچھ دیکھنا چاہتا ہوں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... میں حکم کی تعمیل سے دریافت کرتا ہوں کہ آخر آپ کا مقصد کیا ہے؟

شیخ ازدی...... میرا علم نہایت وسیع، ملاوٹ اور مبالغے سے بالکل صاف اور میرے علم کا ذخیرہ نہایت ہی سچا ہے۔ اس صحیح علم کی روشنی میں مجھے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حرمِ مکہ میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے اور ایک کہل (ادھیڑ عمر کا انسان) اس کا مددگار ہوگا۔ ادھیڑ عمر والے انسان کی سب علامتیں آپ کے اندر موجود ہیں۔ صرف ایک علامت مجھے دیکھنی ہے وہ علامت یہ ہے کہ ان کے پیٹ پر ناف کے اوپر سیاہ تل ہوگا اور ان کی بائیں ران پر بھی ایک نشان ہوگا آپ کا کوئی حرج نہیں آپ مجھے ران اور پیٹ دِکھلا دیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کُرتہ اُٹھایا۔ شیخ نے آپ کی ناف کے اوپر تل دیکھ کر فرمایا ربِّ کعبہ کی قسم! کہ آپ ہی اس آخری مقدس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاون ہیں اور میں آپکو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کا خوف کرنا، راہِ حق پر نہایت ہی ثابت قدم رہنا، صراطِ مستقیم سے رائی برابر بھی کنارہ نہ کرنا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یمن میں اپنا کام کام مکمل کیا اور شیخ سے الوداعی ملاقات کی۔ شیخ نے فرمایا کہ میرا یہ پیغام سیّد الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پہنچا دینا۔

پہاڑی مردِ مومن

کوہِ حلوان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک صحابی کا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کے ہاتھ پر ایک شاندار معجزہ کا ظہور جسے نظم میں قلم بند کیا گیا ہے ۔

ہوا جنگِ فارس کا جب اہتمام — چلے شوق میں سب صحابہ کرام
تھے سعد ابنِ وقاص سردار فوج — چلی فوج یوں جیسے دریا کی موج
کیا کوہِ حلواں پہ آکر قیام — خورد و نوش کا تاکہ کریں اہتمام
اذاں جب وہاں دی گئی برملا — تو پیدا ہوئی کوہ سے اِک صدا
ہوئے پھر تو حیرت میں پیر و جوان — کہ دیتا تھا کوئی جوابِ اذاں
بہت فکر کی، چھان ڈالا پہاڑ — نہ چھوڑی گئی کوئی جھاڑی نہ جھاڑ
معاً حضرت سعد نے خط لکھا — کہ گزرا ہے اس طرح اِک واقعہ
وہ خط جبکہ حضرت عمر نے پڑھا — جواب اس کا اس طرح سے لکھ دیا
کہ جب ہو واپسی تو بصد احترام — اسی کوہ پر جاکر کرنا قیام
اذاں پھر اسی طرح دینا وہاں — اگر دے کوئی پھر جوابِ اذاں
کہنا یہ اس کوہ سے اے جبل — یہ فرمانِ فاروق ہے بر محل
دیتا ہے تجھ میں اذاں کا جواب — اسے کردے ظاہر تو ہم پر شتاب
غرض جنگ سے جب فراغت ہوئی — مدینے میں آنے کی نوبت ہوئی
تھے آنکھوں پہ پلکوں کے پردے پڑے — اُٹھا کر انہیں ہاتھ سے دیکھتے
ہوا پہلے تو حسبِ سنت سلام — لگا کہنے بعد اس کے وہ نیک کام
کہاں ہیں جنابِ رسالت مآب ﷺ — دیا حضرت سعد نے یہ جواب
ہوئے واصلِ حق وہ عالی جناب ﷺ — کہا اس نے پھر یہ بصد پیچ و تاب

کوئی آپ کا خلیفہ بھی ہے؟ — کسی نے یہاں ان کو دیکھا بھی ہے

کہا سعد نے پھر یہ بے اختیار — کہ بوبکر صدیق گردوں وقار

وہ بعد رسول اللہ کے خلیفہ ہوئے — مگر وہ بھی جنت کو سیدھے گئے

خلیفہ ہیں اب اُن کے حضرت عمر — خلافت ہے ان کی بصد کرّوفر

یہ سب شہ ﷺ کے خدام ہیں خوش نصیب — زیارت مجھے بھی ہوئی ہے نصیب

ان ہی دونوں آنکھوں سے دیکھا جمال — درخشاں تھا وہ مثلِ بدرِ کمال

حدیثیں سنی ہیں اِنہیں کانوں سے — لیا کرتے تھے فیض قرآن سے

اسی منہ سے چومے ہیں شہ ﷺ کے قدم — نہیں جھوٹ ہے یہ خدا کی قسم

کہا اس نے دستِ کرم لائیے — ذرا اب نہ تاخیر فرمائیے

خدارا بہت جلد بیعت کرو — مجھے داخلِ اُمت کرو

پڑھا اس نے پھر کلمہ لاالٰہ — کہاں ہیں محمد الرسول اللہ

کیا حضرت سعد نے پھر سوال — کہ اے شخص! بتلا تو اب پنا حال

کہا اس نے مہماں کوئی دَم کا ہوں — صحابی میں عیسیٰ ابن مریم کا ہوں

محمد ﷺ کی تعریف حضرت مسیح — کیا کرتے تھے با زبانِ فصیح

فضائل سناتے تھے اصحاب کے — اس اُمت کے ابدال و اقطاب کے

کہا میں نے اس پر اے نبی خدا — مرے حق میں فرمائیے یہ دعا

کہ دنیا میں اس وقت تک میں جیوں — جمالِ شہ دوسرا ﷺ دیکھ لوں

دعا کی مرے حق میں جب شاہ نے — تو بھیجا پیام ان کو اللہ نے

زیارتِ صحابہ کی ہوجائے گی — سعادت یہ قسمت سے ہاتھ آئے گی

کیا میں نے پھر شکر پروردگار — لگا کرنے اس وقت کا انتظار

ملی آج وہ میرے دِل کی مراد
کیا ہے مجھے میرے مالک نے شاد

یہ فرماکر خاموش وہ سوگیا
غرض موت کی نیند سوگیا

لگے دینے غسل و کفن پاک باز
پڑھی پھر جنازے پہ ان کی نماز

اسی کوہ پر پھر بنایا مزار
زیارت کرے تاکہ ہر دیندار

سنا مومنو! تم نے یہ ماجرا
سمجھ میں بھی آیا کہو کچھ بھلا

کرامت یہ فاروقِ اعظم کی تھی
جلالت یہ فاروقِ اعظم کی تھی

کہ تھے تابع حکم بحر و جبال
کرے کوئی سرتابی کیا تھی مجال

فوائد

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کتنا چرچا کہ بندگانِ زیارت کے اشتیاق میں کیا کیا جتن کرتے۔

☆ رسل کرام علیٰ نبینا وعلیھم السلام ممبر پرہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات بیان کرتے۔

☆ اللہ والوں کی زندگی کا کیا کہنا اور موت بھی کہ مدعا پورا ہوا تو موت کو قبول کرلیا۔

☆ مزار بنایا صحابہ نے کس کا عاشق رسول کا اور مزارات ہوتے بھی ہیں تو عاشقانِ رسول کے!

جب ان لوگوں کو بھوک لگی تو ان لوگوں نے اپنے ایک ساتھی 'یملیخا' سے کہا تم بازار جا کر کچھ کھانا لاؤ اور نہایت خاموشی سے یہ بھی معلوم کرو کہ دقیانوس ہم لوگوں کے بارے میں کیا ارادہ رکھتا ہے؟ 'یملیخا' غار سے نکل کر بازار گئے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ شہر میں ہر طرف اسلام کا چرچا ہے اور لوگ اعلانیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ رہے ہیں۔ 'یملیخا' یہ منظر دیکھ کر محو حیرت ہوئے الٰہی یہ ماجرا کیا ہے؟ اس شہر میں تو ایمان واسلام کا نام لینا بھی جرم تھا آج یہ انقلاب کہاں سے اور کیوں کر آ گیا؟ پھر یہ ایک نانبائی کی دکان پر کھانا لینے گئے اور دقیانوسی زمانے کا روپیہ دوکاندار کو دیا جو کہ بند ہو چکا تھا بلکہ کوئی اُس سکہ کا دیکھنے والا بھی نہیں رہ گیا تھا۔ دکاندار کو شبہ ہوا کہ شاید اس شخص کو کوئی پرانا خزانہ مل گیا ہے۔ چنانچہ دکاندار نے اس کو حکام کے سپرد کر دیا اور حکام نے ان سے خزانے کے بارے میں پوچھ گچھ شروع کر دی اور کہا بتاؤ خزانہ کہاں ہے؟ 'یملیخا' نے کہا کہ کوئی خزانہ نہیں ہے یہ ہمارا ہی روپیہ ہے۔ حکام نے کہا ہم کس طرح مان لیں کہ روپیہ تمہارا ہی ہے یہ سکہ تین سو برس پرانا ہے اور برسوں گزر گئے اس سکہ کا چلنا بند ہو گیا اور تم ابھی جوان ہو۔ لہٰذا صاف صاف بتاؤ کہ یہ عقدہ حل ہو جائے۔ یہ سن کر یملیخا نے کہا تم لوگ یہ بتاؤ کہ دقیانوس بادشاہ کا کیا حال ہے؟ حکام نے کہا آج روئے زمین پر اس کا نام ونشان نہیں ہے۔ ہاں سینکڑوں برس گزرے اس نام کا ایک بے ایمان بادشاہ گزرا ہے جو بت پرست تھا۔ یملیخا نے کہا ابھی کل ہی تو ہم لوگ اُس کے خوف سے اپنے ایمان اور جان کو بچا کر بھاگے ہیں میرے ساتھ قریب ہی کے ایک غار میں موجود ہیں تم لوگ میرے ساتھ چلو میں تم لوگوں کو اُن سے ملا دوں۔

چنانچہ حکام اور عمائدین شہر کثیر تعداد میں اُس غار کے پاس پہنچے۔ اصحاب کہف یملیخا کے انتظار میں تھے جب اُن کی واپسی میں دیر ہوئی تو اُن لوگوں نے یہ خیال کر لیا کہ شاید یملیخا گرفتار ہو گئے اور جب غار کے منہ پر بہت سے آدمیوں کا شور وغوغا اُن لوگوں نے سنا تو سمجھ گئے غالباً دقیانوس کی فوج ہماری گرفتاری کیلئے آن پہنچی ہے۔ یہ لوگ انتہائی اخلاص کے ساتھ ذکرِ الٰہی اور توبہ واستغفار میں مشغول ہو گئے۔ حکام نے غار میں پہنچ کر تانبے کا صندوق برآمد کیا اور اُس کے اندر سے تختی نکال کر پڑھی تو اُس تختی پر اصحاب کہف کے نام لکھے پائے اور یہ بھی تحریر تھا کہ یہ مومنوں کی جماعت اپنے دین کی حفاظت کیلئے دقیانوس بادشاہ کے خوف سے اس غار میں پناہ گزیں ہوئی ہے تو دقیانوس نے خبر پا کر ایک دیوار سے ان لوگوں کو غار میں بند کر دیا ہے۔ ہم یہ حال اس لئے لکھتے ہیں کہ جب کبھی بھی یہ غار کھلے تو لوگ اصحاب کہف کے حال پر مطلع ہو جائیں۔ حکام تختی کی عبارت پڑھ کر حیران رہ گئے اور ان لوگوں نے اپنے بادشاہ بیدروس کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ فوراً ہی بیدروس بادشاہ اپنے اُمراء اور عمائد شہر کو ساتھ لے کر غار کے پاس پہنچا تو اصحاب کہف نے غار سے نکل کر بادشاہ سے معانقہ کیا اور اپنی سرگذشت بیان کی۔

اصحاب کہف رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ

دورِ اصحاب کہف...... یہ حضرات دقیانوس بادشاہ کے دور میں تھے۔

تعارف دقیانوس...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھا لیئے جانے کے بعد عیسائیوں کا حال بے حد خراب اور نہایت ابتر ہو گیا لوگ بُت پرستی کرنے لگے اور دوسروں کو بھی بت پرستی پر مجبور کرنے لگے۔ خصوصاً ان کا ایک بادشاہ 'دقیانوس' تو اس قدر ظالم تھا کہ جو شخص بت پرستی سے انکار کرتا تھا یہ اُس کو قتل کر ڈالتا تھا۔

اصحاب کہف...... اصحاب کہف شہر 'اُفسوس' کے شرفاء تھے جو بادشاہ کے معزز درباری بھی تھے۔ مگر یہ لوگ صاحبِ ایمان مادر بت پرستی سے انتہائی بیزار رتھے۔ دقیانوس کے ظلم و جبر سے پریشان ہو کر یہ لوگ اپنا ایمان بچانے کیلئے اُس کے دربار سے بھاگ نکلے اور قریب کے پہاڑوں میں ایک غار کے اندر پناہ گزیں ہوئے اور سو گئے تو تین سو برس سے زیادہ عرصے تک اسی حال میں سوتے رہ گئے۔ دقیانوس نے جب ان لوگوں کو تلاش کرایا اور اُس کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ غار کے اندر ہیں تو وہ بے حد ناراض ہوا اور فرطِ غیظ و غضب میں یہ حکم دے دیا کہ غار کو ایک سنگین دیوار اُٹھا کر بند کر دیا جائے تا کہ یہ لوگ اُسی میں رہ کر مر جائیں اور وہی غار اُن لوگوں کی قبر بن جائے۔ مگر دقیانوس نے جس شخص کے سپرد یہ کام کیا تھا وہ بہت ہی نیک دل اور صاحبِ ایمان تھا۔ اُس نے اصحابِ کہف کے نام اُن کی تعداد اور اُن کا پورا واقعہ رانگ کی تختی پر کندہ کرا کر تانبے کے صندوق کے اندر رکھ کر دیوار کی بنیاد میں رکھ دیا اور اسی طرح ایک تختی شاہی خزانہ میں بھی محفوظ کرا دی کچھ دِنوں کے بعد دقیانوس بادشاہ مر گیا اور سلطنتیں بدلتی رہیں۔ یہاں تک کہ ایک نیک دل اور انصاف پرور بادشاہ جس کا نام 'بیدروس' تھا تخت نشین ہوا جس نے اُنسٹھ سال تک بہت شان و شوکت کے ساتھ حکومت کی۔ اُس کے دور میں مذہبی فرقہ بندی شروع ہو گئی اور بعض لوگ مرنے کے بعد اُٹھنے اور قیامت کا انکار کرنے لگے۔ قوم کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ رنج و غم میں ڈوب گیا اور وہ تنہائی میں ایک مکان کے اندر بند ہو کر خداوند قدوس کے دربار میں نہایت بے قراری کے ساتھ گریہ وزاری کر کے دعائیں مانگنے لگا۔ یا اللہ! کوئی ایسی نشانی ظاہر فرما دے تا کہ لوگوں کو مرنے کے بعد زندہ ہو کر اُٹھنے اور قیامت کا یقین ہو جائے۔ بادشاہ کی یہ دعا مقبول ہو گئی اور اچانک بکریوں کے ایک چرواہے نے اپنی بکریوں کو ٹھہرانے کیلئے اسی غار کو منتخب کیا اور دیوار کو گرا دیا اور دیوار گرتے ہی لوگوں پر ایسی ہیبت و دہشت سوار ہو گئی کہ دیوار گرانے والے لرزہ بر اندام ہو کر وہاں سے بھاگ گئے اور اصحاب کہف بحکم الٰہی اپنی نیند سے بیدار ہو کر اُٹھ بیٹھے اور ایک دوسرے سے سلام و کلام میں مشغول ہو گئے اور نماز بھی ادا کر لی۔

بادشاہ سجدہ میں گر کر خداوند قدوس کا شکر کرنے لگا کہ میری دعا مقبول ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے ایسی نشانی ظاہر کر دی جس سے موت کے بعد زندہ ہو کر اُٹھنے کا ہر شخص کو یقین ہو گیا۔ اصحاب کہف بادشاہ کو دعائیں دینے لگے کہ اللہ تعالیٰ تیری بادشاہی کی حفاظت فرمائے۔ اب ہم تمہیں اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔ پھر اصحاب کہف نے السلام علیکم کہا اور غار کے اندر چلے گئے اور سو گئے اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو وفات دے دی۔ بادشاہ بیدروس نے سال کی لکڑی کا صندوق بنوا کر اصحاب کہف کی مقدس لاشوں کو اُس میں رکھوایا اور اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا ایسا رُعب لوگوں کے دلوں میں پیدا فرمایا کہ کسی کی یہ مجال نہیں غار کے منہ تک جا سکے۔ اس طرح اصحاب کہف کی لاشوں کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے سامان کر دیا۔ پھر بیدروس بادشاہ نے غار کے منہ پر ایک مسجد بنوادی اور سالانہ ایک دن مقرر کر دیا کہ تمام شہر والے اُس دن عید کی طرح زیارت کیلئے آیا کریں۔

(تفسیر خزائن ملخصاً سورۂ کہف)

اصحابِ کہف کی تعداد میں لوگوں کا اختلاف......اصحابِ کہف کی تعداد میں جب لوگوں کا اختلاف ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ

قل ربی اعلم بعدتهم وما يعلمهم الا قليل

یعنی اے محبوب! فرمادیجئے کہ اللہ اصحاب کہف کی گنتی کو زیادہ جانتا ہے اور تم میں سے بہت سے کم لوگ اُن کو جانتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اُنہی کم لوگوں میں سے ہوں جو اصحاب کہف کی تعداد کو جانتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا، اصحابِ کہف کی تعداد سات ہے اور آٹھواں اُن کا کتا ہے۔ (تفسیر صاوی، ج۳ ص۳)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف کا حال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

(ترجمہ) کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کے غار اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی۔ پھر بولے اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے کام میں ہمارے لئے راہ یابی کا سامان کر تو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس تھپکا (سلادیا) پھر ہم نے اُنہیں جگایا کہ دیکھیں دو گروہوں میں سے کون اُن کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ بتاتا ہے (ٹھیک) ہم اُن کا ٹھیک ٹھیک حال سناتے ہیں۔ وہ چند نوجوان تھے کہ اپنے ربّ پر ایمان لائے اور ہم نے انہیں زیادہ ہدایت عطا فرمائی۔

اس کے آگے اگلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف کا پورا پورا حال بیان فرمایا ہے جن کو ہم پہلے ہی تحریر کرچکے ہیں۔

اصحاب کہف کے نام......ان کے ناموں میں بھی بہت اختلاف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے نام یہ ہیں:۔

(۱) یملیخا (۲) مکشلینا (۳) مشلینا (٤) مرنوش (٥) دبرنوش (٦) شاذنوش

اور ساتواں چرواہا تھا جو ان لوگوں کے ساتھ ہوگیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کا نام ذکر نہیں فرمایا اور ان لوگوں کے کُتّے کا نام **قطمیر** تھا اور ان لوگوں کے شہر کا نام **اُفسوس** تھا اور ظالم بادشاہ کا نام **دقیانوس** تھا۔

(مدارك التنزيل، ج۳ ص۸)

اور تفسیر صاوی میں لکھا ہے کہ اصحابِ کہف کے نام یہ ہیں:۔

(۱) مکسلمینا (۲) تملیخا (۳) مرطونس (٤) نینوس (٥) ساریونس (٦) نوتوانس (۷) فلستطیونس یہ آخری چرواہے تھے جو راستے میں ساتھ ہولئے تھے۔ ان لوگوں کے کتے کا نام **قطمیر** تھا۔

(صاوی، ج۳ ص۵)

اصحاب کہف کے ناموں کے خواص...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اصحابِ کہف کے ناموں کا تعویذ نو(۹) کاموں کیلئے فائدہ مند ہے۔

(۱) بھاگے ہوئے کو بلانے کیلئے اور دشمنوں سے بچ کر بھاگنے کیلئے۔

(۲) آگ بجھانے کیلئے کپڑے پر لکھ کر آگ میں ڈال دیں۔

(۳) بچوں کے رونے اور تیسرے دن آنے والے بخار کیلئے۔

(٤) دردِ سر کیلئے دائیں بازو پر باندھیں۔

(٥) اُمّ الصبیان کیلئے گلے میں پہنائیں۔

(٦) خشکی اور سمندر میں سفر محفوظ ہونے کیلئے۔

(۷) مال کی حفاظت کیلئے۔

(۸) عقل بڑھنے کیلئے۔

(۹) گنہگاروں کی نجات کیلئے ہے۔ (صاوی، ج۳ص۹)

اصحابِ کہف کتنے دِنوں تک سوتے رہے؟...... جب قرآن مجید کی آیت:

ولبثوا فی کھفھم ثلٰثه مائة وازدادوا تسعا ط

یعنی وہ لوگ غار میں تین سو برس تک رہے اور نو برس اور زیادہ رہے۔

نازل ہوئی تو کفار کہنے لگے ہم تین سو برس کے متعلق تو جانتے ہیں کہ اصحابِ کہف اتنی مدت غار میں رہے مگر ہم نو برس کو نہیں جانتے تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ شمسی سال جوڑ رہے ہو اور قرآن مجید نے قمری سال کے حساب سے مدت بیان کی ہے اور شمسی سال کے ہر سو برس میں تین برس قمری بڑھ جاتے ہیں۔

﴾ درسِ ہدایت ﴿

☆ مرنے کے بعد زندہ ہوکر اُٹھنا حق ہے اور اصحابِ کہف کا واقعہ اس کی نشانی اور دلیل ہے جو قرآن مجید میں موجود ہے۔

☆ جو اپنے دین و ایمان کی حفاظت کیلئے اپنا وطن چھوڑ کر ہجرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ غیب سے اُس کی حفاظت کا ایسا سامان مہیا فرما دیتا ہے کہ کوئی اس کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

☆ اللہ والوں کے نام میں بڑی برکت اور نفع بخش تاثیرات ہوتی ہیں۔

☆ بیدروس ایک ایماندار نیک دل بادشاہ نے اصحابِ کہف کے غار کی زیارت کیلئے سالانہ ایک دن مقرر کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگانِ دین کے عرس کا دستور بہت قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے۔

☆ بزرگوں کے مزارات کے پاس مسجد تعمیر کرانا اور وہاں عبادت بھی کرنا بہت پرانا مبارک طریقہ ہے کیونکہ بیدروس بادشاہ نے اصحابِ کہف کے غار کے پاس ایک مسجد بنادی تھی جس کا ذکر قرآن مجید (سورۂ کہف) میں ہے۔

مزید تفصیل فقیر کی تصنیف 'الکرامۃ والشرف فی ذکر اصحاب الکھف' میں ملاحظہ ہو۔

اپنے دور کے چند علمائے کرام رحمہم اللہ

حضرت علامہ مولانا عبدالکریم نقشبندی مدرس بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ...... فقیر چند سال پہلے رفقاء سمیت بغداد شریف حضور غوثِ پاک سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے مزارِ اقدس میں حاضر ہوا وہاں ساکنین نے موصوف الصدر کا تعارف کرایا کہ دربار شریف کے احاطہ میں اوپر کی منزل کے ایک حجرہ میں ایک بزرگ یہاں عرصہ سے مقیم ہیں اور مدرسہ قادریہ میں تدریس کا شعبہ سنبھالے ہوئے ہیں۔ بڑھاپے کے بعد نہ صرف درس نظامی کی کتابیں پڑھاتے ہیں بلکہ کثیر التعداد عربی کے مصنف بھی ہیں اور آپ نے تفسیر بھی لکھی ہے اس عمری کے باوجود صحت مند وتنومند ہیں۔ فقیر مع رفقاء حجرہ شریف میں حاضر ہوئے خادم نے ہمارا تعارف کرایا بہت بڑے خوش ہوئے فقیر نے اُن کی علمی شخصیت اور اُن کی بزرگی سے متاثر ہوکر عرض کی فقیر کو اپنے علمی سند سے نوازیئے اور اپنے تلامذہ میں قبول فرمایئے ازراہِ کرم قلمی سند شاگرد سے لکھوا کر دوسرے دِن بلوایا اور نہ صرف سند بلکہ آپ نے اپنی تصانیف مطبوعہ کے چند نسخے عطا فرمائے۔ یہ دس سال قبل کی بات ہے۔ بعد کو معلوم ہوا کہ آپ کا وصال ہوگیا، تقریباً ایک سوبیس سال کی عمر میں دار القضاء کو روانہ ہوئے۔ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ 'فقیر اُویسی کے اساتذہ کا تعارف' میں ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت مولانا عظیم بخش مرحوم...... آپ نے سوسال سے زائد عمر میں وفات پائی۔ آپ قوم کے مستوئی بلوچ پاراں شریف تحصیل لیاقت پور سے مشرق کی جانب اپنے نام کی بستی میں قیام پذیر تھے فقیر کے جدامجد حضرت مولانا محمد حامد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کے گہرے دوست تھے فقیر نے دادا جان علیہ الرحمۃ کی زیارت تو نہ کی البتہ اپنے والد گرامی حضرت مولانا نوراحمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بچپن میں مولانا موصوف کی زیارت کا شرف پایا لیکن اُن کے ملفوظات سے کوئی بات یاد نہیں۔ آپ کے تلامذہ کا حلقہ وسیع تھا حضرت خواجہ احمد الدین صاحب سجادہ نشین پاراں شریف آپ کے ارشد تلامذہ میں سے مشہور تھے اور اُن کا اپنے استاذ مکرم کا ادب بے مثال بھی مشہور ہے کہ جب وہ پاراں شریف اللہ آباد شہر کو تشریف لے جاتے تو راستے میں استاد مکرم کا دولت کدہ آتا تھا اور اُن کے گھر کا ایک درخت دور سے نظر آتا تھا خواجہ صاحب کو جہاں سے درخت نظر آتا اور جہاں تک وہ اللہ آباد کی طرف دِکھائی دیتا آپ سواری سے اُتر کر اس درمیانی مسافت کو پیدل طے فرماتے یہ ادب استاد کی برکت تھی کہ پاراں شریف میں اُن جیسا بعد میں کوئی ایسا پیدا نہ ہوا اور آپ کی بزرگی کا سماں تھا کہ نواب بہاولپور اُن سے مرید ہونے کیلئے آمادہ ہوگئے لیکن اُن کے خاندانی قانون نے مرید نہ ہونے دیا اُنکے خاندان کا قانون تھا کہ صادق چاچڑاں شریف کے سجادہ کا مرید اور بہاول پور تونسہ شریف کے سجادہ کا۔

کچھ عوام میں طویل العمر لوگ

(سابقہ اوراق میں انبیاء واولیاء کی طویل العمری کا بیان تھا۔ چند نمونے عوام بھی ملاحظہ فرمائیں۔)

بابا دولت...... روزنامہ جنگ میں ہے کہ موڑ کھنڈا کے بابا دولت خان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا کا معمر ترین شخص ہے اس کی عمر ۱۲۷ برس ہے۔ وہ ۱۸۱۸ء میں پیدا ہوا اس نے اپنے بارے میں حیرت انگیز انکشافات کیے ہیں وہ اس کی زبانی سنئے۔

میں نے اپنی آنکھوں سے راجہ رنجیت سنگھ کو ہاتھی پر سواری کرتے دیکھا ہے اور چونیاں شریف کو دو دفعہ غرق ہوتے دیکھا ہے۔ جبکہ کوٹ رادھا کشن کی تعمیر ہوتے دیکھا ہے اور لائل پور کو تحصیل کی حیثیت سے اور گوگیرہ کو ضلع کی حیثیت سے دیکھا ہے۔ لاہور سے کراچی جانے والی ریلوے لائن میری جوانی کے دور میں بچھائی گئی تھی۔

انگریز کی آمد پر قتل وغارت میں مَیں نے بھی حصہ لیا تھا۔ بابا دولت خان نے بتایا کہ میں جھگیاں کھوکھراں ضلع لاہور میں پیدا ہوا تھا جب میری عمر تقریباً اٹھارہ برس ہوئی تو گھر والوں نے بکریاں چرانے پر مامور کر دیا۔ میں ایک دن باہر کھیتوں میں بکریاں چرا رہا تھا کہ راجہ رنجیت سنگھ اپنے بیوی بچوں فوجیوں کے ہمراہ سسرال جا رہا تھا جس کے چند ماہ بعد اس کا انتقال ہو گیا تو اس کی بیوی جندر کور نے نظامِ حکومت سنبھال لیا۔ لیکن عرصہ تین چار سال بعد انگریزوں نے پنجاب پر قبضہ کر لیا جس کے بعد احتجاج کے طور پر ہندو مسلم اور سکھوں نے اتحاد کر کے انگریزوں سے کھلم کھلا اعلانِ جنگ کر دیا۔ اس وقت کے ایک انگریز آفیسر 'برکلے' جس کو برکل کہا جاتا ہے حکومت کے مخالفین کو جیلوں میں قید کرنا شروع کر دیا۔ تو موضع جھامرہ کے احمد خاں کھرل نے جیلوں میں مقید لوگوں کو زبردستی رہا کروانا شروع کر دیا۔ برکلی نے اپنے آپ کو ناکام تصور کرتے ہوئے احمد خاں کو نماز پڑھتے ہوئے قتل کروا دیا۔ چند ہی دنوں کے بعد احمد خاں کھرل کے بیٹے محمد خاں کھرل نے دریائے راوی کے کنارے پر میری آنکھوں کے سامنے برکلی کو قتل کر دیا تو دوسرے دن انگریز فوج نے اُن کے گاؤں جھامرہ کا محاصرہ کر لیا اور محمد خاں کو پیش ہونے کا حکم دیا۔ جس پر انگریز کی گرفت سے محمد خاں کو بچانے کیلئے اس کے کئی ہم شکل آدمیوں کو پیش کیا گیا۔ لیکن انگریز نہ مانا تو آخر کار محمد خاں نے خود مسلح ہو کر انگریز کے سامنے پیش ہو گیا۔ آخر انگریز کی مخالفت ترک کرنے پر اسے معاف کر دیا گیا۔

بابا دولت خان نے گرجدار آواز میں بتایا کہ انگریز سب سے پہلے نہر 'اپر باری' دوآب جو دریائے ستلج ضلع گورداسپور سے نکالی جو امرتسر کو سیراب کرتے ہوئے کوٹ رادھا کشن سے گزرتے ہوئے چونی کی جانب جاتی ہے۔ یہ نہر میری جوانی کے دور میں کھودی گئی تھی اور جب لاہور سے کراچی جانے والی ریلوے لائن کو بچھایا گیا تو اس وقت کوٹ رادھا کشن کا نام ونشان تک بھی نہ تھا۔ اس جگہ پر ایک گاؤں جج والا کے نام سے آباد تھا اور ریلوے اسٹیشن پر چند کچے کمرے تعمیر کیے گئے تھے جس کا نام کچی کوٹھی رکھا گیا تھا اسی دوران لاہور کے ایک کھتری رادھا کشن نے آکر چند دکانیں تعمیر کی جس کو رات کے وقت ہم لوگ لوٹ لیتے تھے۔ بابا دولت خاں نے مزید بتایا کہ شہر بھنبھور کو میں نے دو دفعہ غرق ہوتے دیکھا ہے۔ لاہور ملتان روڈ کی تعمیر تو کل کی بات ہے۔ بابا دولت خاں نے مزید بتایا کہ میں نے تقریباً سو سال تک علاقہ بھر میں بڑی بڑی چوریاں کی ہیں اور اس سلسلہ میں مختلف اضلاع میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں ہیں اور کئی دفعہ جیلوں کو توڑ کر فرار ہوا ہوں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب لائل پور ضلع جھنگ کی تحصیل تھی اور گوگیرہ جو اَب صرف تھانہ ہی رہ گیا ہے اس وقت ضلع تھا میں نے ایک بڑے بااثر سکھ زمیندار کی بھینس چوری کر کے اعزازی مجسٹریٹ قلعہ بھمبھ سنگ کے سردار بلا کا سنگھ کو لا کر آٹھ روپے اُدھار فروخت کر دی بعد میں بلا کر سنگھ نے وہ رقم ادا نہ کی تو میں نے انتقاماً اس اعزازی مجسٹریٹ کے دو اعلیٰ نسل کے گھوڑے چوری کر لئے۔ اس نے ایک اور چوری کا واقعہ بتایا کہ لال سنگھ جو بہت بڑا زمیندار تھا کے میں نے اپنے تین ساتھیوں کے ہمراہ دو گھوڑے دو بیل دو بھینس چوری کر لیں۔ تو کسی اور چوری میں مجھے پولیس چوکی مانگا نے گرفتار کر لیا تو سردار لال سنگھ بھی کسی کام کی غرض سے وہاں آنکلا میں بہت خوفزدہ ہو گیا کہ سردار لال سنگھ نے تھانیدار کو مجھے رہا کرنے کی سفارش کی تو تھانیدار نے لاتعداد مقامات کے کاغذات اس کے سامنے ڈھیر کر دیئے جن میں سردار صاحب کی چوری بھی شامل تھی۔ لیکن لال سنگھ نے یہ کہہ کر اپنی چوری معاف کر دی کہ اس شخص جیسا میں نے آج تک کوئی اور بہادر آدمی نہیں دیکھا۔

بابا دولت خان کی صحت کا راز...... بابا دولت خاں نے اپنی صحت کا راز بتاتے ہوئے مزید کہا کہ میں نے ساری عمر سالن نہیں کھایا اور نہ ہی حقہ سگریٹ اور چائے پی ہے اور نہ ہی آج تک کسی ڈاکٹر یا حکیم سے دوائی لی ہے۔ ہم اپنے دور میں سورج چاند اور ستاروں کو دیکھ کر وقت کا اندازہ لگا لیتے تھے ایک وقت وہ بھی تھا کہ لوگ درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے تھے۔ بابا دولت خاں نے اپنی شادیوں کے بارے میں بتایا کہ میری پہلی شادی ستر سال کی عمر میں ہوئی اور میرے والدین نے مجھے دو روپے دے کر کپڑے خریدنے کی غرض سے امرتسر بھیجا تو میں نے ڈیڑھ روپے کے اپنے اور بیوی کے کپڑے خریدے جبکہ آٹھ آنے گھر لا کر واپس کر دیئے۔ بابا دولت خاں بالکل تندرست اور صحت مند ہے اور لاٹھی کے بغیر چلتا پھرتا ہے اس کی قوتِ سماعت اور بینائی بالکل ٹھیک ہے۔ بابا دولت خاں کے بڑے بیٹے کی عمر سو سال سے زائد ہے اور اس کا پوتا بھی دادا بن چکا ہے۔

نوٹ...... بابا دولت خاں نے طویل العمری کے اسباب بھی بتائے ہیں اگرچہ یہ جملہ امور اللہ کی تقدیر پر مبنی ہیں لیکن ان پر عمل کرنے سے بھی تقدیر ہے۔ فقیر نے اس طرح کے دیگر اُمور اپنے رسالہ 'عمر بڑھانے کے اُصول' میں درج کئے ہیں ان پر عمل کر کے اپنی عمر بڑھایئے تا کہ تدبیر تقدیر کے مطابق ہو جائے۔

بشیراں بی بی.........مذکورہ خاتون ۱۸۶۱ء کو انڈیا کے شہر ’الور‘ کے نواحی گاؤں مانڈی گھینڈا میں ایک مزدور کے گھرانے میں پیدا ہوئی اور وہ بچپن میں بیس سے پچیس سیر گندم اپنے ہاتھ سے پیستی تھی۔ ایک انٹرویو میں اس خاتون نے جنگ کے نامہ نگار کو بتایا کہ اس دور میں کم عمر میں لڑکیوں کی شادی کر دی جاتی تھی۔ آٹھ سال کی عمر میں میری منگنی کر دی گئی۔ شادی سے چند دن پہلے میرے منگیتر کا انتقال ہو گیا جس کی وجہ سے میری شادی کا مسئلہ گھٹائی میں پڑ گیا۔ بہر طور میری شادی 21 سال کی عمر میں ہوئی۔ میرے بطن سے چودہ بچے ہوئے جن میں سے صرف ایک لڑکی اور لڑکے حیات ہیں۔ ساٹھ سالہ خوشگوار ازدواجی زندگی کے بعد شوہر بھی داغ مفارقت دے گیا لیکن اس وقت میں بچوں کی شادی کر کے ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکی تھی۔ اُنہوں نے کہا ہمارے خاندان میں اکثر طویل العمر افراد ہوئے۔ کیونکہ وہ سب لوگ سادہ خوراک استعمال کرتے تھے اور زیادہ محنت کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ کبھی بیمار نہیں پڑے اور نہ کبھی انہیں سر درد ہوا ہمیشہ خوش رہتے تھے۔ ضعیف العمر بڑھیا نے کہا کہ پرانے وقتوں کے لوگ نماز پنجگانہ باقاعدگی سے ادا کرتے تھے اور عشاء کی نماز کے فوراً بعد سونا اور علی الصبح اُٹھنا ان کا معمول تھا۔ آج کل کے نوجوان دیر سے سوتے ہیں اور تاخیر سے اُٹھتے ہیں اس لئے ان کی صحت جلد جواب دے جاتی ہے۔ محترمہ نے بتایا کہ انہوں نے قیامِ پاکستان سے قبل کبھی چائے کو منہ تک نہیں لگایا تھا لیکن اب وہ چائے پینے پر مجبور ہو گئی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ کم کھانے، خوش رہنے، غم نہ کرنے، صبح سویرے اُٹھنے اور باقاعدگی سے نماز ادا کرنے میں صحت اور لمبی زندگی کا راز ہے۔ اُنہوں نے یہ بھی بتایا کہ اُنہیں مردوں کی طرح نشانہ بازی کا شوق تھا چنانچہ میں نے اپنے والد سے بندوق چلانا سیکھی۔ میری یہ مہارت قیامِ پاکستان کے وقت اپنے خاندان کو بچانے میں کافی معاون ثابت ہوئی۔ انہوں نے اس بات کو سراسر غلط قرار دیا کہ سو برس کے بعد بال دوبارہ کالے ہوتے اور دانت بھی دوبارہ نکل آتے ہیں اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ فجر کی نماز کے بعد روزانہ کلامِ پاک قرآن مجید کی تلاوت سے بینائی تیز ہوتی ہے۔

نوٹ......اس بڑھیا نے بھی اپنی طویل العمری کے چند اصول بتائے ہیں ان پر عمل کیا جائے تو بھی عمر کی طوالت ممکن ہے۔

مہتیر جمعہ مرحوم ...... میر خان تحصیل لیاقت پور جہاں فقیر پرائمری پانچ جماعت کی ہیں۔ فقیر جتنا عرصہ پڑھا، بابا جمعہ مرحوم مسجد میں باجماعت نماز ادا کرتے، بابا باوجودیکہ انکا گھر مسجد شریف سے تین چار فرلانگ دور تھا ابھی ہم (طلبہ) وضو کر رہے ہوتے وہ کسی آدمی کے سہارے مسجد میں ہم سے پہلے موجود ہوتے۔ سو سال سے زائد عمر پائی۔ آپ نے برتن سازی سے حلال روزی کمائی آپ کا بیٹا پہلے فوت ہو چکا تھا اس وقت آپ کے دو پوتے مہتیر سوہازا اور مہتیر اللہ وسایا زندہ موجود تھے وہ بھی صاحبِ اولاد تھے فقیر پانچ جماعت پڑھ کر حفظ القرآن کیلئے گھر سے باہر دور چلا گیا پھر نہ معلوم ان کا کب وصال ہوا۔

ایک اور بابا ...... یہ بابا خانیوال کے نواحی گاؤں چک نمبر 169/10-R پرانا میں رہتا تھا۔ موصوف نے تقریباً ایک سو سات سال سے زائد عمر پائی ہے۔ اس بابا نے محمد امین چشتی کمپوزر کو کافی حکمت اور تجربے کی باتیں بتائیں اور اپنی صحت کا راز بتاتے ہوئے کہا کہ ہم بچپن سے دیسی گھی کے عادی رہے ہیں، ڈالڈا گھی جب شروع ہوا تو اسے گریس سمجھا جاتا۔ نیز چائے اور مصالحے دار چیزوں وسالن سے اجتناب کی وجہ سے اچھی صحت اور لمبی عمر پائی۔ موصوف کا ۲۰۰۲ء میں انتقال ہوا۔

جِنّات

چینی جن...... حجاج بن یوسف کو یہ بات پہنچی کہ ملک چین میں ایک ایسا مکان ہے لوگ اگر راستہ بھٹک جائیں تو وہ یہ آواز سنتے ہیں راستہ اِدھر ہے لیکن ان کو کوئی نظر نہیں آتا۔ تو حجاج نے کچھ لوگ بھیجے اور اُن کو حکم دیا کہ تم جان بوجھ کر راستہ بھٹک جانا، جب وہ تمہیں یہ کہیں کہ راستہ اِدھر ہے تو تم اُن پر حملہ کر دینا اور ان کو دیکھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے ویسا ہی کیا اور ان پر حملہ کر دیا تو انہوں نے کہا تم ہمیں ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ انہوں نے پوچھا تم یہاں پر کتنے عرصے سے رہتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم سالوں کو شمار نہیں کرتے ہاں یہ معلوم ہے کہ ملک چین آٹھ مرتبہ ویران ہوا ہے اور آٹھ مرتبہ آباد ہوا ہے اور ہم تب سے ہیں ہیں۔

لقطہ المرجان (سیوطی)

شیطان کا پڑپوتا...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں سابقہ انبیاء علیہم السلام کے حضور حاضر ہوتا اُن کا دین قبول کرتا رہا۔ آپ کے حضور اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے اسلام میں داخل فرمایئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دولتِ اسلام سے نوازا اور یہ واقعہ کتب سیر میں مذکور ہے۔ فقیر نے اپنی تصنیف 'جن ہی جن' میں مفصل لکھا ہے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ...... حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سخت سے سخت تر دشمن آپ کے مطیع ہوئے اگر وہ شومئی قسمت سے مشرف نہ ہو سکے تو اُن کی اولاد اور اولاد کی اولاد آپ کے حلقہ گوشی سے سرفراز ہوئے جیسے حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ وغیرہ۔ (**جِنّات** کے متعلق مزید معلومات وحکایات کیلئے فقیر کی کتاب 'جن ہی جن' کا مطالعہ کیجئے۔)

حیوانات

گنجا سانپ...... حدیث شریف میں ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے قیامت میں وہ گنجا سانپ ہوگا مالک کو دوڑائے گا وہ بھاگے گا یہاں تک کہ اُنگلیاں اس کے منہ میں ڈال دے گا۔ (احمد)

فائدہ...... سانپ جب ہزار سال کا ہوتا ہے تو اس کے سر پر بال اُگتے ہیں۔ جب وہ دو ہزار سال کا ہوتا ہے تو اس کے سر کے بال گر جاتے ہیں۔

انتباہ...... دنیا میں مالدار مال کی زکوٰۃ وجوب کے باوجود اس کی ادائیگی نہیں کرتا جب قیامت میں ان کی سخت سزا و عذاب میں مبتلا ہوگا تو پچھتائے گا اب وہ مغروری اور حُبِ مال سے کوئی توجہ نہیں دیتا، سمجھانے اور عذاب سنانے پر اُلٹا ناراض ہوتا ہے حالانکہ جس مال کی زکوٰۃ دی جاتی ہے اس میں برکت کے علاوہ محفوظ بھی ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ نہ دینے پر مال میں نحوست کے علاوہ اور بھی اس میں کئی سزائیں آتی ہیں اور غیر محفوظ بھی ہوتا ہے۔

عاشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سانپ...... شبِ ہجرت غار میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس سانپ نے ڈسا تھا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کی باتیں سن چکا تھا۔

عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار کی تمنا...... اللہ عزّ وجل نے اس کی عمر میں برکت دی اور شبِ ہجرت زیارت سے مشرف ہوا تفصیلی واقعہ کتبِ سیر اور اس طرح عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واقعات، جبکہ فقیر رسالہ 'موذی اور وہابی' پڑھئے۔

کوا...... یہ جانور بھی طویل العمر ہوتے ہیں۔ اسکے متعلق مختلف واقعات وعجائبات علامہ دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حیوۃ الحیوان میں بہت کچھ لکھا ہے۔

بڈھا درخت...... ۱۴۱۰ھ میں فقیر مع رفقاء کو شام و عراق و حجاز کے مقدس مقامات و مزارات کی زیارات کا شرف نصیب ہوا۔ عراق کے علاوہ دریائے دجلہ کے کنارے پر ایک سوکھا اور اُونچا درخت دیکھا جس کے پتے کہاں اور کھال تک نہ تھی۔ بتایا گیا کہ اس درخت کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام آرام فرماتے تھے جب ہند سے کعبہ معظمہ کی زیارت کیلئے تشریف لائے۔ حکومتِ وقت نے اس کے گرد معمولی احاطہ کے بعد سیاحین کیلئے چند کرسیاں جوڑ رکھی تھی۔ ہم نے بھی وہاں تھوڑی دیر بیٹھ کر آگے سفر جاری رکھا۔ (تفصیل دیکھئے سفرنامہ شام و حجاز و عراق)

نوٹ...... نزہۃ اذہان کیلئے طویل عمر کے چند نمونے ہدیہ ناظرین کر دیئے ہیں۔ مزید کتابوں کے مطالعہ سے معلومات حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

وصلی اللّٰہ علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور (اُویس نگر) پاکستان

۷ ربیع الاوّل شریف ۱۴۲۸ھ بروز سوموار بعد الاشراق